شرح قصیدۂ غوثیہ

[مع اردو ترجمہ]

تصنیف

قمر الحق شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری

اردو ترجمہ

فخر الحسن رشیدی

FOUNDATION

شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے الہامی کلام ''قصیدۂ غوثیہ'' کی ایک قدیم اور جامع شرح

شرح قصیدۂ غوثیہ

[مع اردو ترجمہ]

تصنیف

قمر الحق شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری

ترجمہ

فخر الحسن رشیدی

شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن

©جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	شرح قصیدۂ غوثیہ
تصنیف	:	قمر الحق شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری
اردو ترجمہ	:	فخر الحسن رشیدی
تصحیح و تقدیم	:	ابرار رضا مصباحی
سنہ اشاعت	:	فروری ۲۰۱۷ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ
صفحات	:	۷۸
تعداد	:	آٹھ سو (۸۰۰)
قیمت	:	Rs.130/=
ناشر	:	شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن

© All righits reserved to Shah Abdul Aleem Aasi Foundation

Book Name	:	Sharah Qaseeda-e-Ghausia
Written by	:	Sheikh Ghulam Rasheed Usmani Jaunpuri
Translated by	:	Fakhrul Hasan Rashidi
Pages	:	78
Published in	:	February2017
Published by	:	Shah Abdul Aleem Aasi Foundation
Price	:	130/=
Printed at	:	Rakmo Press Pvt. Ltd., New Delhi

ملنے کے پتے:

- خانقاہ رشیدیہ، محلہ میر مست، جون پور، یوپی 05452-267198
- خانقاہ مصطفائیہ، درگاہ شریف چمنی بازار، پورنیہ سیٹی، بہار 09470490688
- خانقاہ طیبیہ معینیہ، درگاہ شریف منڈواڈیہہ، بنارس، یوپی 09911239401
- خانقاہ تکیہ حیدری، بھمن برہ شریف، سیوان، بہار 08084701751
- خانقاہ علیمیہ، محلہ نور الدین پورہ، غازی پور، یوپی 09450427001
- انجمن بہار ہند، بائسی، پورنیہ، بہار 09199603011
- آسی فاؤنڈیشن، R-197 چوتھی منزل، 20 فٹ روڈ، جوگابائی ایکسٹینشن، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی 09911239401
- برکاتی بک سینٹر، 64/A گلی نمبر 8 سرسید روڈ بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی 09990261528

مشمولات

تعارف

4—21

● انتساب 4
● ہدیۂ تشکر 5
● مقدمہ : ابرار رضا مصباحی 6
● قصیدۂ غوثیہ : شیخ عبدالقادر جیلانی 21

شرح قصیدۂ غوثیہ

[فارسی متن]

23—44

● دیباچۂ مصنف 25
● شرح 26
● خصوصیات 43
● اختتامیہ 44

شرح قصیدۂ غوثیہ

[اردو ترجمہ]

45—74

● عرض مترجم فخرالحسن رشیدی 47
● دیباچۂ مصنف 50
● شرح 51
● خصوصیات 73
● اختتامیہ 74

صاحب قصیدہ، غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی نذر

پوچھتے ہو شہِ جیلاں کے فضائل آسی
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

اس کتاب کی طباعت انجمن بہار ہند، بائسی، پورنیہ، بہار کے مالی تعاون سے ہوئی ہے۔
فاؤنڈیشن اس تعاون کے لیے بے حد شکر گزار ہے۔

شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن

مقدمہ

''قصیدہ غوثیہ''، غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات طیبہ سے منسوب ایک مقبولِ انام الہامی وروحانی کلام ہے، جو ''قصیدۂ لامیہ'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔

یہ ایک بافیض اور نفع بخش کلام ہے، ہر دور میں اہل علم و معرفت نے اس کو وردِ زبان رکھتے ہوئے وظیفۂ حیات تو بنایا ہی، ساتھ ہی اس کی تشریح و تحقیق کو بھی حصولِ سعادت کا ذریعہ تصور کیا اور اپنی اپنی فکری بساط، علمی حیثیت اور وسعت مطالعہ کے مطابق مختلف زبانوں میں بشکل منظوم و منثور اس پر گراں قدر کتابیں تحریر فرمائیں، اس کے معانی و مطالب کو بیان کر کے فوائد و برکات کو اجاگر کیا اور لوگوں کے ذوقِ عشق و عرفان کی تسکین کا سامان فراہم کیا اور اس کی اشاعت و ترویج میں اہم کردار ادا فرمایا۔ انھوں نے اس کے حقائق و معارف پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے نادر سے نادر پہلو اور اہم سے اہم تر نکتے کو بھی واضح کیا ہے۔ اس کے باوجود یہ زریں سلسلہ قائم ہے اور اس کے اسرار و نکات اور رموز و غوامض مزید نکلتے ہی جا رہے ہیں، گویا بقول شاعر ع

هُوَ الْمِسْكُ كُلَّمَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

یہ جہاں قصیدہ کا بلاغتی نظام اور علمی و عرفانی کمال ہے، وہیں درحقیقت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے صادر ہونے والے کلمات طیبات کی برکت و کرامت ہے۔

زیر نظر کتاب ''شرح قصیدہ غوثیہ'' اسی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی ہے جو ''قصیدہ غوثیہ'' کی ایک قدیم و نایاب، جامع و معلوماتی اور علمی و تحقیقی شرح ہے۔ اس کے مصنف قمر الحق حضرت شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری ہیں، جو خانقاہ رشیدیہ جون پور کے تیسرے سجادہ نشیں تھے۔

سجادگانِ خانقاہ رشیدیہ کی ہمیشہ سے یہ امتیازی خصوصیت اور مثالی روایت رہی ہے کہ سجادۂ فقر و درویشی پر وہی بیٹھنے کا اہل اور مستحق قرار پاتا ہے، جو علوم روحانی کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری

میں بھی یگانۂ عصر اور فقید الدہر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خانقاہ رشیدیہ کے سجادگان ومشائخ نے ہر عہد میں دعوتی واخلاقی خدمات کے ساتھ ساتھ علمی وتحقیقی میدانوں میں بھی بیش بہا کارنامے انجام دیے ہیں۔ انھوں نے حدیث وتفسیر، تاریخ وسیرت، فقہ وکلام، اخلاق وتصوف، منطق وفلسفہ، نحو وصرف، مناظرہ وبلاغت، شعر وادب، مختلف اصناف علوم وفنون پر کتابیں تحریر فرمائیں اور اپنی علمی عظمت وجلالت اور فنی لیاقت وجولانیت کا مظاہرہ کیا ہے جو اصحاب علم وتاریخ سے پوشیدہ نہیں۔

شیخ غلام رشید عثمانی (۱۰۹۶ھ-۱۱۶۷ھ) مذہباً حنفی، مسلکاً سنی، مشرباً چشتی اور نسباً عثمانی تھے۔ سلسلۂ نسب ۲۴/ واسطوں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ قطب الاقطاب شیخ محمد رشید عثمانی (بانیِ خانقاہ رشیدیہ ومصنفِ مناظرۂ رشیدیہ) کے پڑپوتے اور بدر الحق شیخ محمد ارشد عثمانی (دوسرے سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ وصاحب گنج ارشدی) کے حقیقی پوتے اور خلیفہ وجانشیں تھے اور شیخ محمد جمیل جون پوری (تلمیذ ومرید: شیخ محمد رشید عثمانی ویکے از مرتبین فتاوی عالمگیری) کے تلمیذ وداماد۔ والد بزرگوار شیخ محبّ اللہ افضل عثمانی تھے، جو اپنے والد گرامی شیخ محمد ارشد عثمانی کے تلمیذ ومرید تھے۔ صغرسنی ہی میں والدین کریمین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، جد امجد حضرت بدر الحق نے پرورش وکفالت اور تعلیم وتربیت کی ذمے داری نبھائی۔ چناں چہ درسیات کی تعلیم وتکمیل جد امجد حضرت بدر الحق اور شیخ محمد جمیل سے کی، استاذ گرامی شیخ محمد جمیل کی صاحبزادی سے عقد مسنون ہوا، جن سے صرف ایک صاحبزادی حضرت شافعہ بی بی تھیں۔

آپ ظاہری وباطنی علوم میں نادرِ روزگار اور فقید المثال تھے، جبین سعادت سے ولایت و بزرگی کے آثار ایام طفلی ہی میں ہویدا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بدر الحق آپ کی خدمت و حفاظت کو اپنے لیے عمل عبادت اور باعث سعادت تصور فرماتے۔

چناں چہ ایک دن حضرت بدر الحق نے فرمایا:

"میں اس لڑکے کی خدمت کو عبادت سمجھتا ہوں"۔ [سمات الاخیار ص: ۱۴۵]

اسی طرح حضرت بدر الحق آپ کی سلامت وعافیت کے لیے اپنے پیران کرام کی بارگاہوں میں نذریں مانتے، خصوصاً شیخ محمد رشید عثمانی (حضرت دیوان جی) کے نام سے "ٹکہ" نکالتے، جو آج بھی خانقاہ رشیدیہ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں بہت رائج اور مجرب ہے۔ یہ ٹکہ

حضرت دیوان جی کے نام سے جس مشکل کے لیے نکالا جاتا ہے، حل ہو جاتی ہے۔ حصول مقصد کے بعد اس کی شیرینی خرید کر حضرت دیوان جی کے نام سے نیاز دلایا جاتا ہے۔

آپ حضرت بدر الحق سے ۱۱۰۶ھ میں سلسلۂ چشتیہ میں مرید ہوئے، پیر و مرشد نے ۱۱۱۲ھ میں اجازت و خلافت عطا کر کے آپ کو اپنے علوم و معارف کا وارث مقرر کیا اور خانقاہ رشیدیہ جون پور کا تیسرا سجادہ نشیں بھی منتخب فرمایا۔ اپنے جد اعلیٰ، جمال الحق حضرت بندگی شیخ مصطفیٰ عثمانی (والد ماجد و شیخ کامل: شیخ محمد رشید عثمانی) کے مزار پر انوار کی زیارت کے لیے درگاہ شریف چمنی بازار، پورنیہ تشریف لے گئے تو یہاں سے آپ کو ''ابی الفیاض'' کی کنیت اور ''قمر الحق'' کا عظیم لقب عطا ہوا۔

آپ کی علمی و فقہی، فکری و تحقیقی، دینی و روحانی اور اخلاقی خدمات مختلف جہتوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ نے ایمان و اسلام کی صحیح تعلیمات سے خلق خدا کو آگاہ کیا اور اخلاق و محبت کا درس دے کر انھیں راہ راست پر گامزن فرمایا۔ آپ نے سلسلۂ رشیدیہ جون پور کی اشاعت و توسیع میں تجدیدی خدمات انجام دیں ہیں۔ ملک کے مختلف گوشوں میں دعوتی و تبلیغی اسفار کیے، دینی و اخلاقی پیغامات کو عام کیا، بزرگان طریقت کے علمی و روحانی برکات سے سب کو فیض یاب کیا۔ آپ کے خلفا میں شاہ حیدر بخش جون پوری، شاہ غلام شرف الدین مہندانوی، شاہ اسد اللہ مخلص بنارسی، شاہ فصیح الدین جون پوری، میر سید غلام جعفر پٹنوی، میر سید علی ابراہیم پٹنوی، میر سید محمد علی راج گیری، ملا شیخ معین الدین منیری، شیخ محمد باقر بہاری، میر سید احمد اللہ گورکھپوری، شیخ ملا محمد نعیم پورنوی، میر سید نور الدین سادات پوری، شیخ فیض اللہ پنڈوی، شیخ قاضی نور اللہ مدنا پوری وغیرہ جیسے مشاہیر اصحاب فضل و کمال شامل ہیں۔

اس طرح آپ کے واقعات و معاملات اور فضائل و کرامات بے شمار ہیں جو ''گنج فیاضی'' مرتبہ شیخ غلام شرف الدین مہندانوی، وسیلۃ النجات مؤلفہ مولانا احسن اللہ علوی جون پوری، ''کرامات فیاضی'' مرتبہ سید شاہ محمد محسن پٹنوی اور ''سمات الاخیار'' مصنفہ مولانا عبد المجید کاتب رشیدی مصطفیٰ آبادی میں موجود ہیں۔

آپ نے علمی و تحریری میدان میں تاریخ ساز کارنامے انجام دیے ہیں جو بلاشبہ آب زر سے

لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد شیخ محمد ارشد عثمانی کے ارشادات عالیہ اور ملفوظات غالیہ کو کئی ضخیم جلدوں میں ''گنج ارشدی'' کے نام سے مرتب و مدون کیا، خود آپ کے ملفوظات وارشادات کا ایک ضخیم مجموعہ ''گنج فیاضی'' کے نام سے بطور یادگار ہے۔ یہ دونوں کتابیں مختلف موضوعات خصوصاً تاریخ تصوف اور احوال صوفیہ پر قدیم دستاویزی حیثیت رکھتی ہیں، اپنے نواسے اور مرید و خلیفہ، نور الحق شاہ حید بخش (چوتھے سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ) کے لیے رسالہ ''درایۃ النحو'' کی ایک بسیط شرح ''نحویہ حیدریہ'' کے نام سے رقم کی، نیز انھیں کے لیے عربی زبان میں حروف تہجی کے اعتبار سے علم نحو کے مسائل ومبادیات پر ایک خالص علمی وفنی کتاب ''تقویم النحو'' تالیف فرمائی جو بڑی اہمیت کی حامل ہے اور تقریباً تین سو سالہ قدیم اور نادر ونایاب بھی۔ ان کے علاوہ حاشیہ بر زاہدیہ، رسالہ زاد الآخرت، اربع منازل، مکتوبات در تصوف، فتاویٰ در فقہ، شرح قصیدۂ غوثیہ وغیرہ بھی آپ کے اہم نقوش قلم ہیں۔

آپ نے ''شرح قصیدۂ غوثیہ'' کو شاہ حیدر بخش کے والد گرامی شاہ فصیح الدین کے لیے تالیف فرمائی ہے جو آپ کے جاں نثار مرید تھے اور بعد میں خلیفہ و مجاز اور داماد بھی ہوئے۔ اس کتاب کی تصنیف کا پس منظر یہ ہے:

آپ ایک مرتبہ اپنے جد بزرگوار، جمال الحق بندگی شیخ مصطفیٰ عثمانی کے روضۂ انور کی زیارت کے لیے پورنیہ تشریف لے گئے تو خاطرِ مبارک میں آیا کہ اپنے نور چشم، میاں فصیح الدین کے لیے ایسا کون سا تحفہ بھیجوں جو دینی و دنیاوی دونوں لحاظ سے مفید ہو، پھر خیال فرمایا کہ میاں فصیح الدین، حضرت غوث اعظم کے سلسلۂ قادریہ سے وابستہ ہیں، کیوں نا ان کے لیے حضرت غوث پاک کے قصیدۂ منورہ کا ترجمہ اور اس کی شرح ہی لکھ دوں کہ بقول حضرت شیخ سعدیؒ

نہ قندے کہ مردم بصورت خورند
کہ ارباب معنی بکاغذ برند

اور اس علمی گلدستہ کو بشکل تحفہ انھیں ارسال کردوں تاکہ اس سے حضرت غوث پاک کی روحانیت ان پر متوجہ ہو، ساتھ ہی ان کی تعلیم وتربیت کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہو جائے۔ پس آپ نے اثنائے سفر ہی میں اس کو مکمل کر کے شاہ فصیح الدین کو بھیج دیا۔

چناں چہ آپ اپنے دیباچے میں فرماتے ہیں:

''فقیر قمر الحق غلام رشید ارشد محمد رشید مصطفیٰ ۱۱۶۲ھ میں جد بزرگوار، قطب الاولیاء حضرت شاہ جمال الحق بندگی شیخ مصطفیٰ قدس سرہ کی زیارت کے ارادے سے حضرت جون پور سے قصبہ حضرت پورنیہ کے لیے عازم سفر ہوا۔ راستے میں اس گنہ گار کے دلِ ناتواں میں عزیز باکمال، نور چشم میاں شیخ فصیح الدین طال عمرہ وزاد قدرہ کے لیے کوئی چیز بطور تحفہ بھیجنے کا خیال پیدا ہوا۔ چوں کہ آں عزیز سعید کو سلسلۂ قادریہ احمدیہ میں شرف بیعت حاصل ہے، اس لیے غوثِ زمان وزمین، شیخ السمٰوات والارضین رضی اللہ عنہ وافاض علینا فیوضاتہ وفتوحاتہ کے مشہور ومعروف قصیدۂ منورہ کا ترجمہ کر کے بھیجا کہ اس سے بہتر تحفہ عزیز موصوف کے لئے نظر نہ آیا۔'' [ص:۵۰]

محبوب الحق شاہ فصیح الدین (وصال:۱۲۰۶ھ)، شیخ محمد جمیل جون پوری کے حقیقی پوتے اور مولانا شاہ رضی الدین کے بیٹے تھے۔ عمدہ شاعر تھے، تخلص فصیح تجویز تھا، ارادت وخلافت حضرت قمر الحق سے حاصل تھی، شاہ اسد اللہ مخلص بنارسی (مرید وخلیفہ: حضرت قمر الحق) سے بھی فیض پہنچا ہے۔ آپ کا عقد مسنون اپنے پیر ومرشد، حضرت قمر الحق کی صاحبزادی حضرت شافعہ بی بی سے ہوا، جن کے بطن مبارک سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی کل چھ اولاد پیدا ہوئیں۔ منجھلے صاحبزادے نور الحق شیخ حیدر بخش، حضرت قمر الحق کے مرید وخلیفہ اور خانقاہ رشیدیہ، جون پور کے چوتھے سجادہ نشیں تھے۔ آپ عظیم کمالات ودرجات پر فائز تھے۔

مولانا عبد المجید کاتب رشیدی، سمات الاخیار، طبع جدید، ص:۱۲۷ میں تحریر کرتے ہیں:

''۱۲ ربیع الاول ۱۱۷۵ھ کو آپ حسب معمول رشید آباد [جون پور] گئے اور حضرت قطب الاقطاب [شیخ محمد رشید] کے مزار کے پاس نماز چاشت ادا کر کے دعا میں مشغول تھے کہ حضرت قمر الحق کے مزار سے اَنْتَ مَحْبُوبُ الْحَقِّ [تم محبوب الحق ہو] کی صدا آئی۔ آپ متحیر ہوئے، پھر خیال کیا کہ اس احاطے میں بہتیرے بزرگان دین لیٹے ہوئے ہیں، کسی کی طرف روئے خطاب ہوگا۔ پھر صدا

آئی کہ اَنْتَ مَحْبُوْبُ الْحَقُّ اس کے ساتھ ہی حضرت قطب الاقطاب اور حضرت بدر الحق کے مزارات، درودیوار، [اور] شجر وحجر سب سے یہ صدا بلند ہوئی، آپ نے اس معاملے کو چند روز تک کسر نفسی کی وجہ سے سب سے مخفی رکھا تھا، مگر جب حضرت مخدوم طیب بنارسی کے مزار کی زیارت کو منڈواڈیہہ [بنارس] تشریف لے گئے، ارشاد ہوا کہ نعمت کا چھپانا مناسب نہیں۔''

اس طرح حضرت قمر الحق نے ایام سفر میں خانقاہی امور کی انجام دہی، مریدین کی تربیت وہدایت، خدمت انسانیت، راحت رسانیِ خلائق اور سفر کی دشواریاں غرض کہ ہمہ گیر مصروفیات ہیں، ان ہجوم افکار اور کثرت مشاغل کے باوجود آپ نے کلام منظوم (عربی) کی ایک عمدہ شرح تحریر کی اور اپنی علمی جلالت اور تحقیقی صلاحیت کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ نے اس سے اپنی زبردست قوت حافظہ اور خداداد علمی صلاحیت کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ اس سے علوم وفنون میں آپ کے کمال استحضار کا بخوبی پتہ چلتا ہے اور عربی شاعری میں کمال فہم ودرک کا جوہر عیاں ہوتا ہے۔

یہ نسخہ قدیم فارسی زبان میں کتب خانہ رشیدیہ/ خانقاہ رشیدیہ جون پور میں موجود ہے۔ خانقاہ رشیدیہ کی بیاض میں اس کے کئی قدیم ونایاب خطی نسخے ہیں۔ یہ ترجمہ قیام الحق شاہ امیر الدین رشیدی (پانچویں سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ) کے صاحبزادے شاہ ولی بخش جون پوری اور ان کے مرید وخلیفہ شیخ قلندر حسین سکندر پوری کے ہاتھوں نقل کردہ نسخہ کے پیش نظر ہے۔ اس کی نقل کتابت سکندر پور، بلیا میں ۱۲۶۲ھ میں ہوئی ہے۔ اس نسخہ کے ترقیمے میں مذکور ہے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَالتَّحِیَّۃُ کہ ترجمۂ ایں قصیدہ منورہ بتاریخ بستم ماہ ربیع الاول سنہ یک ہزار و دوصد وشصت وشش (۱۲۶۶ھ) بمقام سکندر پور از بیاض دیوان صاحب قدس سرہ بقلم شاہ ولی بخش صاحب خلف الرشید حضرت شاہ امیر الدین صاحب قدس سرہ واز قلم قلندر حسین یکے از مریدان سلسلہ رشیدیہ قادریہ احمدیہ باتمام رسید۔'' [بیاض خانقاہ رشیدیہ، ص:۱۷۲]

یہ نسخہ ۳۱ر صفحات پر محتوی ہے، ہر صفحہ کی سطروں کی تعداد میں کافی فرق ہے۔ چناں چہ کسی صفحہ میں ۱۴ر کسی میں ۱۵ اور ۱۶ر وغیرہ سطروں کا ذکر ہے۔ پہلا صفحہ ۱۴ر جب کہ دوسرا صفحہ ۱۶ر

سطروں پر مبنی ہے۔ اصل متن کی حفاظت کو بھی کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ البتہ اس میں ۴/ عناوین لگائے گئے ہیں جو دیباچہ، شرح، فوائد وخصوصیات اور اختتامیہ کے نام سے ترتیب وار ہیں۔ ساتھ ہی ہر مصرعے کے معنی کی وضاحت کے لیے اس کو دوسری سطر سے شروع کیا گیا ہے۔

حضرت قمر الحق نے اپنی شرح میں قصیدہ کے انھیں اشعار کو شامل رکھا ہے، جو آپ کے معیار تحقیق پر کھرے اترے ہیں اور جن پر آپ کو اعتماد نہ تھا، ان سے صرف نظر کیا ہے۔ البتہ ان میں ایک شعر کو آپ نے غور وتحقیق کے بعد شامل کتاب کیا ہے۔ چناں چہ آپ فرماتے ہیں:

''بعض حضرات اس قصیدہ میں چند دوسرے اشعار بھی شامل کرتے ہیں؛ لیکن ان اشعار میں ایک شعر جو قدرے قابل اعتماد تھا، یہاں لکھا جاتا ہے۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

ارادہ تو یہ تھا کہ قصیدۂ متبرکہ کا ہر مصرع بلکہ ہر حرف جن اسرار اور از کار و اشغال پر مشتمل ہے، انھیں کو قلم بند کیا جائے۔ پھر دل میں یہ بات آئی کہ اس ضعیف میں اتنی قوت کہاں کہ ان مقامات میں قدم رکھے۔ یہ بھی دل میں آیا کہ بعض بوالہوس نے بغیر علم کے ان مقامات میں قدم رکھا اور گمراہی کے کنویں میں گر پڑا اور انھیں تکلیف اٹھانی پڑی، اس لیے بقدر ضرورت صرف معنی اور تحقیق لغت ہی کو لکھا گیا تا کہ لوگ غلط نہ پڑھیں۔'' [ص:۴۷]

اس طرح اس کتاب میں ''قصیدۂ غوثیہ'' کے کل ۲۴/ اشعار شامل ہیں، لیکن قصیدہ غوثیہ کے مختلف نسخوں اور اس کے تراجم وشروح کو دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ اس کے اشعار کی تعداد میں کافی فرق ہے، جن پر یہاں تفصیلی گفتگو نہیں کی جا سکتی، تاہم کئی تراجم وشروح کے حوالے سے چند باتیں عرض قارئین ہیں، ملاحظہ ہو:

شیخ محمد فاضل کلانوری نے اپنی تصنیف ''رموز خمریہ شرح قصیدۂ غوثیہ'' میں ۲۹/ اشعار کا ذکر کیا ہے، یہ کتاب ۴۴/ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۰۸ اھ میں مطبع صبح صادق، سیتا پور سے شائع ہو چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے ''حدائق بخشش'' میں ''قصیدہ

غوثیہ''، کو وظیفۂ قادریہ'' کے زیر عنوان رکھتے ہوئے اس کے ۲۹/ اشعار نقل کیے ہیں۔ ابوالبرکات مولانا محمد عبدالمالک کھوڑی نے بھی ''الجواہر المضیہ فی شرح القصیدۃ الغوثیہ'' میں ۲۹/اشعار کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب مطبع پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوچکی ہے۔ ابوالفیض شاہ قلندر علی سہروردی نے قصیدہ کے ۳۰/اشعار کو نقل کرتے ہوئے ہر شعر کو ایک مستقل باب میں بیان کیا ہے۔ مولانا عنصر صابری چشتی نے ''شرح صغیر قصیدہ غوثیہ'' میں ۳۰/ اشعار کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۴ء میں رضا آفسیٹ پریس، دہلی سے شائع ہوچکی ہے۔ غنیۃ الطالبین جو غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف لطیف ہے، اس کے مترجم نسخے (اردو) کے مقدمے میں علامہ شمس بریلوی نے ''قصیدۂ غوثیہ مع ترجمۂ [اردو] منظوم'' کے عنوان سے ۳۱/اشعار نقل کیے ہیں۔

شرح قصیدۂ غوثیہ کئی لحاظ سے اہمیت وافادیت کی حامل ہے۔ اس میں ہر مصرعے کی الگ الگ اور مستقل شرح کی گئی ہے، جس میں پہلے کتب لغت کی روشنی میں مصرعے کے الفاظ کی تحقیق کی گئی ہے اور اس کی تائید میں بطورِ سند جا بجا اشعار بھی پیش کیے گئے ہیں، الفاظ ومفردات کا لفظی واصطلاحی معنی بیان کیا گیا ہے، پھر اس کی صوفیانہ اصطلاح بھی۔ چند الفاظ کے لغوی معانی اور ان کی صوفیانہ اصطلاح درج ذیل ہیں، ملاحظہ ہو:

(۱) ''تقریب: نزدیک کرنا۔ تقریب قُرب سے ہے اور قُرب بالضم کا معنی ہے نزدیک ہونا اور نزدیکی۔ اہل تصوف کی اصطلاح میں قرب سے مراد عبد ومعبود کے مابین عہد سابق کو پورا کرنا ہے۔ یعنی بندہ شریعت وطریقت کو نہ چھوڑے اور طریقت و حقیقت کی محافظت کرے۔'' [ص: ۵۸]

(۲) ''جلال: بالفتح بزرگ ہونا، بزرگی، بزرگواری۔ ارباب تصوف کی اصطلاح میں جلال، حق تعالیٰ کا نظروں اور نگاہوں سے چھپنا اور پوشیدہ رہنا ہے۔ ماسوا اللہ تعالیٰ کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ حق تعالیٰ کی حقیقت وماہیت کا ادراک کرسکے۔ چناں چہ وہ خود ہی خود کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی اس کی ذات مطلق کو نہیں دیکھ سکتا ہے وہ جیسا ہے، ہے۔'' [ص: ۵۹]

(۳) ’’دُخول: اندر آنا۔ اور اہل تصوف کی اصطلاح میں حال سے مراد وہ قلبی واردات ہیں جو سالک کے دل پر خدائے وہاب کی عطا سے وارد ہوتے ہیں۔ بعض صوفیۂ کرام نے فرمایا ہے کہ حال محض عطائے رب ہے جس کا ورود سالک کے دل میں ہوتا ہے اور اس میں بندہ کے کسب و ریاضت اور محنت کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔‘‘ [ص:۵۴]

(۴) ’’مریدی از اِرادَۃ چاہنا۔ جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے اور مُرِید بالضم چاہنے والا۔ اس سے مراد وہ شخص بھی ہے جو دست بیعت کسی صاحب خلافت شیخ کو دیتا ہے اور وہ شیخ اس کے سر پر قینچی چلاتا ہے، ٹوپی پہناتا ہے اور گناہوں سے توبہ کراتا ہے۔‘‘ [ص:۶۵]

آپ الفاظ کی تشریح بھی بہت خوبی سے کرتے ہیں۔ مثلاً ’’جلال‘‘ اور ’’جمال‘‘ کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

’’جلال اور جمال اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ جو کچھ لطف و کرم اور رفق و نرمی سے ہو، اسے جمال کہتے ہیں اور جو قہر و غضب سے ہو، اسے جلال کہا جاتا ہے۔ باطنی صفات کو جلال سے موسوم کرتے ہیں اور ظاہری صفات کو جمال کہتے ہیں۔‘‘ [ص:۵۹]

اسی طرح ایک مصرع میں لفظ ’’مثال‘‘ کے تحت فرماتے ہیں:

’’مِثَال: مانند اور شاہی فرمان اور مِثْل مانند [یعنی مثل اور مثال دونوں کا معنی مانند ہے] لیکن دونوں کے مفہوم میں ماہرین زبان فرق کرتے ہیں کہ مثال میں مکمل مشابہت درکار ہے جب کہ ’’مثل‘‘ میں جزوی مشابہت کافی ہوتی ہے۔ کیوں کہ عربی کا عام قاعدہ ہے کہ حروف کی کثرت معنی کی کثرت پر دلالت کرتی ہے۔‘‘ [ص:۶۱]

شعر کے مفہوم کو زیادہ سے زیادہ آسان اور قابل فہم بنایا گیا ہے۔ چناں چہ قصیدہ کے مصرع اول میں لفظ ’’سقانی‘‘ پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

’’سَقَانِی، سَقْیاً سے مشتق ہے، یُقَالُ: سَقَیْتُ فُلاناً وأسْقَیْتُهٗ، میں نے اسے پلایا۔ سَقَانِی میں ’’ارادہ‘‘ کو مقدر ماننا چاہیے تاکہ مصرع ثانی مصرع اول کے

موافق ہو جائے، ورنہ جب پینے پلانے کا کام ہو گیا تو ''تعال'' مصرع اول کے موافق کیوں کر ہوگا۔ اور شارحین یہاں ''ارادہ'' کو مقدر مانتے ہیں جیسا کہ ''اذا قمتم الی الصلوٰۃ'' میں ''اردتم'' کو مقدر مانتے ہیں، یعنی جب مجھے شراب پلانے کی بابت محبوب کی مرضی اور ارادہ کا علم ہو گیا۔'' [ص:۵۱-۵۲]

الفاظ کے وحدان و جموع اور ان کے معانی بیان کرنے کے بعد ان کے نحوی و صرفی پہلو کو بھی اختصار کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک مصرع ''و منها شهور او دهور'' میں لفظ ''شہور'' اور ''دھور'' کے بارے میں مرقوم ہے:

''شُھُور: شَھر کی جمع ہے مہینہ، دُھُور دَھر بالفتح کی جمع ہے زمانہ، ہمیشہ۔ کذا فی الصراح و کشف اللغات۔ شُھُور و دُھُور باوجود نکرہ ہونے کے مبتدا ہیں، کیوں کہ یہ تقدیم خبر کی وجہ سے فی الدار رجل کی طرح مخصص ہیں، اور مبتدا میں اصل تقدیم ہے اور فی دارہ زید کی طرح اضمار قبل الذکر جائز ہے۔'' [ص:۶۴]

اسی طرح ایک مصرع میں لفظ ''میت'' کی تعلیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میت: از موت معنی مرگ۔ میت مردہ۔ میت اصل میں مَیوِتٌ بروزن فَیعِلٌ ہے، واؤ کو یا سے بدل کر ادغام کر دیا گیا پھر اسے تخفیف کر دیا گیا تو اب مَیت ہو گیا۔'' [ص:۶۴]

اکثر مصرعوں کی ترکیبی حیثیت کو پیش کر کے ان کا دوسرے مصرعے سے ربط و تعلق بھی دکھایا گیا ہے۔ مثلاً ایک مصرع کے تحت فرماتے ہیں:

''ذوالجلال مبتدا، یصرفنی اس کی خبر اور حسبی بتاویل یحسبنی یصرفنی پر معطوف ہے یا بغیر تاویل حسبی کا عطف یصرفنی پر ہے اور مفرد کا عطف جملہ پر محل اعراب میں جائز ہے۔ یا یصرفنی فعل، ذوالجلال فاعل اور حسبی خبر ہے مبتدأ محذوف ھو کی اور یہ فعل اور فاعل کے درمیان جملہ معترضہ واقع ہے، یا حسبی بتاویل یحسبنی اور یصرفنی فاعل ذوالجلال میں متنازع ہیں۔'' [ص:۶۰]

حضرت قمر الحق نے بعض مقامات میں الفاظ کے مختلف معانی بیان کرنے کے بعد کسی ایک

معنی کو ترجیح دی ہے۔ مثلاً ایک مقام پہ آپ فرماتے ہیں:

”کأسات جمع ہے کاس کی، یہاں معنی ہے شراب سے بھرا پیالہ، جیسا کہ صراح میں ہے، اور کشف اللغات میں ہے:

”سالکان راہ طریقت کی اصطلاح میں شراب سے مراد عشق و محبت اور بے خودی و مستی کی وہ کیفیت ہے جو جلوۂ معشوق حقیقی سے حاصل ہوتی ہے اور سالک کو مست و بے خود کر دیتی ہے، یعنی وہ فنافی اللہ اور بقاباللہ ہو جاتا ہے۔

یہاں کأسات سے مراد محل کا اطلاق حال پر کرتے ہوئے شراب ہی مراد ہے، کیوں کہ مشروب نفس شراب ہی ہے، نہ کہ پیالے“۔ [ص:۵۱]

بعض مصرعوں کے مشکل الفاظ کی تشریح و توضیح الگ سے حاشیہ میں بھی مرقوم ہے۔ مثلاً ایک مصرع ”شاؤس السعادۃ قد بدالی “ میں لفظ ”شاؤس“ کے بارے میں آپ نے کئی کتب لغت اور حاشیہ نگاروں کے اقوال کو پیش کرنے کے بعد تحقیق کرتے ہوئے اس پر اپنا حاشیہ ثبت فرماتے ہیں:

”اس مقام میں کلام ہے۔ وہ یہ کہ شاؤس، چاؤش کا معرب ہے بمعنی نقیب، جس کو دور باش بھی کہتے ہیں۔ یہ بادشاہوں کے آگے آگے جایا کرتا ہے، کیوں کہ مصرع اول تجمل سلطنت پر دال ہے جیسا کہ طبل میں سمجھ میں آرہا ہے۔ عفی عنہ۔۱۲۔“ [ص:۶۷]

کتاب کے اخیر میں قصیدہ غوثیہ کی فضیلت و اہمیت اور اس کے پڑھنے کے آداب و طریقے کا بیان ہے۔ اس کے بعد اس کے فوائد و خصوصیات پر بھی کچھ ضروری اور اہم باتیں ہیں۔

چناں چہ حضرت قمر الحق اس کے اختتام پر فرماتے ہیں:

”اس کی خصوصیات بے شمار ہیں؛ لیکن چوں کہ بزرگوں نے اس کی بے شمار خاصیتوں میں سے چند ہی کو قلم بند فرمایا ہے۔ اس لیے ان کے بیان کردہ خواص میں سے چند خاصیتیں یہاں لکھی جاتی ہیں؛ لیکن اسے کسی اجازت یافتہ بزرگ کی اجازت سے ہی پڑھنا چاہیے ورنہ فائدہ نہیں ہوگا“ [ص:۷۳]

حضرت قمرالحق نے اپنی کتاب میں ”قصیدہ غوثیہ“ کے ترجمے اور الفاظ کی تحقیق و تشریح پر مبنی دو قدیم نسخوں کا ذکر کیا ہے اور ان سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے بکثرت ان کے حوالے بھی دیے

ہیں۔ان میں ایک نجم الحق میر سید شاہ جعفر رشیدی پٹنوی، جو شیخ محمد رشید عثمانی (بانی خانقاہ رشیدیہ) کے تلمیذ و مرید اور خلیفہ و مجاز تھے، کا رسالہ ہے۔ یہ رسالہ ''قصیدۂ غوثیہ'' کے ترجمے اور تحقیق الفاظ پر مبنی ہے، اس کا ایک نسخہ ۹/صفحات پر مشتمل خانقاہ رشیدیہ کی بیاض میں موجود ہے، جو صفحہ ۲۱۵/سے ۲۲۲/تک محیط ہے۔اس کی نقل ۱۳۰۴ھ میں قطب العرفا والعشاق شاہ محمد عبد العلیم آسی غازی پوری (آٹھویں سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ) کے خط تحریر میں خانقاہ تکیہ حیدری، بھمن برہ، سیوان میں ہوئی ہے۔ چناں چہ اس کے ترقیمے میں مذکور ہے:

''تم نقل الترجمة المباركة يوم الخميس الخامس عشر من شهر المحرم سنة ۱۳۰۴ الف وثلاثة مآة واربع من هجرة النبوى المكرم صلى الله عليه وآله وسلم فى التكية الحيدرية الواقعة فى القرية المسماة ببمهن بره من مضافات سارن۔ الناقل الاثيم محمد عبد العليم۔''

حضرت قمر الحق نے اپنی تصنیف میں اس رسالے سے کافی استفادہ کیا ہے اور دراصل اس کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کیا۔اردو ترجمہ کے حوالے سے چند مثالیں نذر قارئین ہیں، ملاحظہ ہو:

(۱) ''حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ کے ترجمہ قصیدۂ متبرکہ میں تحریر ہے کہ ''قصیدہ کے بعض نسخوں میں ''تُعَلِّمُنِیْ'' آیا ہے۔ پس اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے سکھاتا ہے۔'' [ص: ۶۵]

(۲) ''حضرت میر سید جعفر پٹنوی نے قصیدۂ متبرکہ کے ترجمے میں رقم فرمایا ہے: ''بعض نسخوں میں ''بِطِرَازِ عِزٍّ'' لکھا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا ترجمہ ہوگا کہ اس نے مجھ کو عزت و بزرگی کے نقش و نگار سے مزین لباس پہنایا یعنی اللہ تعالیٰ نے میری بزرگی اور ولایت کو چہار دانگ عالم میں مشہور کر دیا کہ ہر جگہ اعلیٰ و ادنیٰ یعنی ہر خاص و عام میری بزرگی سے واقف ہے۔'' [ص: ۶۱]

ایک مقام پہ لفظ ''شاؤس'' کی تحقیق کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

''حضرت میر سید جعفر قدس سرہ، اس قصیدۂ متبرکہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں

کہ ''شاؤس کا لفظ قاموس، کنزاللغات اور صراح میں مذکور نہیں ہے۔ مذکورہ تینوں کتابوں میں شاؤس مہموز عین بمعنی صلب ہے یعنی سخت۔ شاید وزن شعری کے لحاظ سے اس میں الف اور واؤ زیادہ کردیے گئے ہیں۔'' [ص:٦٨]

دوسرے حضرت شیخ فضل اللہ شہید پورنوی، جو حضرت شیخ محمد ارشد عثمانی (دوسرے سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ) کے مرید وخلیفہ تھے، کیا ''ترجمہ قصیدہ'' ہے۔ حضرت قمرالحق نے اپنی کتاب میں جابجا اس کے منظوم ترجمے اور مصرعے نقل کیے ہیں اور مختلف اشعار کی تشریح وتحقیق میں ان کے اقوال بھی بیان کیے ہیں۔ مثلاً لفظ ''منال'' کے تحت صفحہ ٦٧ ر میں رقم فرماتے ہیں:

''بعض شارحین نے ''منال'' کو بالکسر پڑھا ہے جس کا معنی آرزوئیں اور امیدیں ہے۔ چناں چہ اس قصیدہ منورہ کے منظوم ترجمے میں مولوی فضل اللہ شہید پورنوی نے یہی معنی مراد لیا ہے۔

مترس از کس کہ اللہ ہست ربم

ز قدرم یافت امیدم نظامی''

آپ نے کئی مقامات میں دونوں بزرگان رشیدیہ کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد ان میں شاندار تطبیق بھی دی ہے۔ مثلاً لفظ ''اشہب'' کی تحقیق کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''اُشہَب: سفید وسیاہ چیز کو کہتے ہیں جس میں سفیدی، سیاہی پر غالب ہوتی ہے، جیسا کہ صراح میں ہے۔ کُل: بالضم، تمام، سبھی۔ لفظ واحد ہے مگر اس کا معنی جمع ہے۔ بعض حاشیہ نگاروں نے اس کا معنی ''سفید باز'' لکھا ہے۔ چناں چہ مولوی فضل اللہ شہید پورنوی غفرلہ نے اس قصیدۂ متبرکہ کا منظوم ترجمہ کیا ہے، اس میں لکھتے ہیں ع

منم بازِ سفید از جملہ پیراں

ممکن ہے کہ مولوی صاحب مذکور نے غلبۂ سفیدی کا لحاظ کرتے ہوئے ''باز سفید'' لکھا ہو یا کسی لغت کی کتاب میں یہ معنی ان کی نظر سے گزرا ہو۔ قدوۃ العارفین حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ نے اس قصیدے کے ترجمے میں اُشہب کا معنی ''روشن تر''

لکھا ہے۔" [ص:۶۰]

اس میں قصیدہ غوثیہ پڑھنے کے ۶ رفوائد اوران کی خصوصیات درج ہیں، مثلاً:

[۱] جواس کو پابندی کے ساتھ ہر روز گیارہ بار پڑھے گا، لوگوں کی نظر میں مقبول ومحبوب ہوگا۔

[۲] اس کے پڑھنے والے کا حافظہ قوی ہو جاتا ہے اور وہ جو کچھ پڑھتا ہے، یاد ہو جاتا ہے۔

[۳] جواس کو ہمیشہ ورد میں رکھے، اسے عربی زبان میں ملکہ حاصل ہوگا۔

[۴] اس کا پڑھنے والا جس مقصد کے لیے اس کو پڑھتا ہے، چالیس دن بھی نہیں گزرتے کہ اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

سب سے اخیر میں مصنف کتاب کا اختتامیہ ہے جس میں انھوں نے تصنیف کے سنہ ومقام کا ذکر فرمایا ہے۔ چناں چہ حضرت قمر الحق فرماتے ہیں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَالتَّحِیَّةُ کہ اس قصیدہ کا ترجمہ بتاریخ ۱۷ر جمادی الاول بروز دوشنبہ ۱۱۶۲ھ میں قصبہ پورنیہ (صانها الله عن البلیة) مصطفیٰ باغ میں جو قطب الاولیا، جدی جمال الحق، حضرت بندگی شیخ مصطفیٰ قدس سرہ کے روضۂ متبرکہ سے متصل ہے، پایۂ تکمیل کو پہنچا" [ص:۷۴]

زیر اشاعت کتاب کو تین ابواب کے تحت رکھا گیا ہے:

۱-تعارف ۲-شرح قصیدہ غوثیہ (فارسی متن) ۳-شرح قصیدہ غوثیہ (اردو ترجمہ)

باب اول میں انتساب، ہدیۂ تشکر، مقدمہ اور قصیدہ غوثیہ کا متن شامل ہے، جب کہ دوسرے باب دوم میں شرح قصیدہ غوثیہ کا متن اور اس میں ذیلی عناوین مذکور ہیں، اسی طرح باب سوم میں بھی ہے۔ البتہ اس کے آغاز میں مترجم کی ۳ رصفحات پر تحریر ہے جو عرض مترجم کے نام سے ہے۔ اصل متن کو یکجا کر کے الگ سے کتاب میں شامل کیا گیا ہے، ہر مصرع کو اعراب وحرکات سے مزین کر دیا گیا ہے۔ الفاظ کی تشریح وتحقیق کو "حل الفاظ کے عنوان سے رکھا گیا ہے۔ اسی "ترجمہ" کے نام سے مصرعے کے ترجمے کو ذکر کیا گیا ہے۔

یہ قدیم نسخہ فارسی زبان میں عرصہ دراز سے منتظر طباعت اور تشنہ اشاعت تھا۔ حضرت صاحب سجادہ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کے ترجمہ کی ذمہ داری مولانا شاہ فخر الحسن

رشیدی (ملدھیا، مغربی چمپارن، بہار) کے سپرد فرمائی۔

مولانا شاہ فخر الحسن، زعیم العلما مولانا شاہ غلام محمد یٰسین رشیدی پورنوی (مرید وخلیفہ: شہود الحق شاہ شاہد علی سبز پوش رشیدی، نویں سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ) کے مخلص مرید ہیں اور مجمع البحرین مفتی شاہ محمد عبید الرحمٰن رشیدی (سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ) کے سعادت مند خلیفہ ومجاز۔

آپ دینی وعصری دونوں علوم سے واقف ہیں، علمی ذوق کے ساتھ ساتھ تحریری شوق بھی حاصل ہے۔آپ کے فکر وقلم کی پختگی کا اندازہ اعتقادیات اور معمولات اہل سنت کے حوالے سے اپنے شکوک وشبہات پر مبنی ایک تفصیلی مکتوب سے بھی کیا جا سکتا ہے، جو حضرت مجمع البحرین کے علمی وتحقیقی جواب کے ساتھ ''اختیار نبوت'' میں بطور ضمیمہ شائع ہو چکا ہے۔آپ کو عربی زبان وادب پر قدرت کے ساتھ ساتھ فارسی زبان وادب سے بھی شغف ہے، جس کا ثبوت یہ فارسی سے اردو ترجمہ ہے، جو آپ کی باضابطہ پہلی قلمی کاوش ہے، لیکن اس سے اندازہ نہیں ہوتا، آپ نے ترجمہ میں عام فہم زبان اور آسان اسلوب کو اختیار کیا اور عمدہ ترجمانی کر کے اپنے مرشد گرامی کے ارشاد کی تعمیل کی ہے، اس علمی خدمت کے لیے آپ قابل تحسین اور لائق مبارک باد ہیں۔

اس طرح مقدمے میں مصنف کتاب حضرت قمر الحق اور اس کی تصنیف کے سبب شاہ فصیح الدین کے احوال اجمالاً بیان ہوئے اور مترجم مولانا فخر الحسن کے بھی۔شرح کی معنوی افادیت کو بیان کرنے کے ساتھ اس کی علمی خصوصیت کو بھی مختصراً واضح کیا گیا۔ان شاء اللہ اشاعت ثانی میں مزید اس پر تحقیقی وتفصیلی روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ 'شرح قصیدۂ غوثیہ' ایک قدیم ونایاب کتاب ہے اور حضرت قمر الحق کی اہم علمی وتحقیقی تصنیف، جو اپنی اہمیت وجامعیت کی بنا پر ارباب علم وادب کو دعوت مطالعہ دیتی ہے۔

قصیدہ غوثیہ

سَقَانِیُ الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ   فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ
سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوسٍ   فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ
فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا   بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ
وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ   فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَاْلِیْ
شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ   وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَ اِتِّصَالِیْ
مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ   مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالٍ
اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ   یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ
اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ   وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ
کَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ   وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ
اَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ   وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ
وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا   فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ
فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ   لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ
وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ   لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ
وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ   لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی
وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ   تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ
وَ تُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاتِیْ وَیَجْرِیْ   وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ
مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ   وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ
مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ   عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ
طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ   وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَا لِیْ
بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ   وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَا لِیْ
نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ
وَکُلُّ وَلِیٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ   عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ
مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ   عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ
اَنَا الْجِیْلِیْ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ   وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاسِ الْجِبَالِ

شرحِ قصیدۂ غوثیہ

[فارسی فارسی]

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الکریم و الصلوٰۃ علی رسولہ النعیم و علی آلہ و

اصحابہ کل منھم صاحب التعظیم و التکریم

فقیر قمر الحق غلام رشید ارشد محمد رشید مصطفیٰ عثمانی عفی عنہ، در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و دو ہجری نبوی علیہ اکمل الصلوٰۃ و افضل السلام از حضرت جون پور صانھا اللہ تعالیٰ عن الآفات و الشرور بقصبہ حضرت پورنیہ حفظھا اللہ تعالیٰ عن البلیۃ متوجہ بارادۂ زیارت جد بزرگوار، قطب الاولیاء، حضرت شاہ جمال الحق بندگی شیخ مصطفیٰ قدس سرہ العزیز گردیدہ۔ در اثنائے راہ در خاطر فاطر ایں گناہ گار رسیدہ کہ چیزے تحفہ برائے نور چشم، کمالات آگیں، میاں شیخ فصیح الدین طال عمرہ و زاد قدرہ بفریسد۔ چوں آں سعادت مند ارادت در سلسلۂ حضرت قادریہ احمدیہ دارد۔

لہٰذا ترجمۂ قصیدہ منورہ مشہورہ، غوث زمان و زمین، شیخ السمٰوات والارضین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وافاض علینا و علیہ فیوضاتہ و فتوحاتہ نمودہ کہ بہتر ازاں تحفہ در حق آن نور چشم بنظر نہ آمدہ، ترجمہ نمودہ مرسل ساختہ۔ حق تعالیٰ متنفع باین ترجمہ آں نور چشم را نماید۔ و ہر کہ نفع ازاں گیرد، در حق ایں عاصی دعائے خیر خاتمہ نماید۔ انہ ولی التوفیق و ھو خیر الرفیق والسلام۔

شرح

سقانی الحب کأسات الوصال

سقانی از سقیا یقال سقیت فلانا و اسقیته خورانیدم، الحب بالضم دوست داشتن و دوستی وبالکسر دوست۔ کذا فی الصراح و کشف اللغات وبعضے محشی بکسر حاء حِب خوانده اند۔

چناں چہ مولوی فضل اللہ شہید پورنوی ہم در ترجمۂ منظومہ ایں قصیدۂ متبرکہ ہمیں معنی آورده اند۔

بمن محبوب داد از وصل جامے

لاکن مشہور بالضم حاء حُب است۔ وکاسات جمع کاس جام با شراب کذا فی الصراح ومن کشف اللغات شراب در اصطلاح سالکاں عبارت از عشق ومحبت و بے خودی ومستی کہ از جلوۂ معشوق حقیقی حاصل می شود و سالک مست و بے خودی گردد یعنی فنا فی اللہ و بقا باللہ می شود۔ وصال بالکسر پیوستن و پیوستہ داشتن۔ کذا فی الصراح و کشف اللغات، وایضا من کشف اللغات ودر اصطلاح متصوفہ مقام وحدت مع اللہ سرا و جہرا می گویند۔

تو مباش اصلا کمال این ست و بس

تو درو گم شو وصال این ست و بس

الحب فاعل سببی است کہ درمیان محبوب ومحب سبب گشتہ واز کاسات نفس شراب مراد است کہ مشروب نفس شراب است نہ کاسات، اطلاقا لاسم المحل علی الحال۔

معنی چنیں است ارادۂ خورانیدن شراب کہ باعث فنا فی اللہ و بقا باللہ است، کرد۔

ولله در من قال۔

ساقی بده مئے کہ بود مستیش فنا

تا ما رہاندم ز خیال منی و ما

مولانا عبدالرحمٰن جامی بایں نوا مترنم است

آں را کہ فنا شیوهٔ و فقر آئین است
نے کشف و یقین نہ معرفت نے دین است
رفت او ز میاں همیں خدا ماند خدا
الفقر اذا تم ھو اللہ این است

وارادہ در سقانی پیدا باید نمود تا مصرع ثانی موافق آں شود۔ وگرنہ ہرگاہ نوشانید ونوشید۔ پس تعالیٰ چگونہ موافق آں گردد وارادہ پیدا نمودہ اند، چناں چہ در ''اذا قمتم الیٰ الصلوٰۃ'' اردتم پیدا نمودہ اند۔ چوں ارادۂ محبوب ومرضی وے خورانیدن شراب معلوم نمودم۔

فقلت لخمرتی نحوی تعالی

خمرۃ صرف مئے خالص، خمر و خمور جمعه مثل تمرة و تمر فی الواحد و الجمع کذا فی الصراح۔ ازیں معلوم می شود کہ مثل تمرۃ مرقوم گشتہ وتمرۃ بفتح اول است وخمرۃ ہم بفتح خاء باشد۔ امادر بعضے حواشی بالضم والفتح دیدہ۔ چوں حاشیہ غیر معلوم بود، معتبر نینداشتہ و مئے بالفتح دراصطلاح متصوفہ اشارت از محبت وعشق است کہ سالک بے خود و بے ہوش می گردد وفانی مطلق می شود کذا فی کشف اللغات یعنی فانی فی اللہ وباقی باللہ می شود۔ نحو: بالفتح سوی ویاء متکلم است و تعال: بفتح لام امر است از تعال یتعالیٰ یعنی بیا کذا فی کشف اللغات ودر صراح تعال بفتح اللام اے جی یعنی بیا وکسرہ لام باشباع برائے وزن شعری می خوانند۔

معنی چنیں است۔ پس گفتم من آں مئے خالص راکہ بجانب من بیا کہ بقرب حق تعالی کہ عبارت از فنا وبقا است رسم۔ چناں چہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ می فرمایئے

قرب مئے بالا و پستی رفتن است
قرب حق از جنس ہستی رستن است

سعت و مشت لنحوی فی کُئُوس

سعت از سعی بالفتح کوشیدن ودویدن وکار کردن۔ مشت: از مشی بالفتح رفتن۔ کئوس جام باشراب جمع کأس۔ کذا فی الصراح۔

معنی چنیں است کہ کوشش کرد آں شراب خالص و رفت در کاس ہائے من ورسانید مرا بمرتبۂ مذکورہ۔

فهمت بسكرتي بين الموالي

ھمت از ھم بالفتح شیفتہ شدن از عشق، ھیام بالفتح دیوانگی عشق وفاء در فھمت برائے تفریع است ودر صراح ھم و ھمان سر گشتگی از عشق۔ سکر بالضم مست شدن ومستی ودر اصطلاح سالکاں سکر حیرت وولہ ودھشت وولہ کہ در جمال محبوب وفجاۃ بسر محبّ می رسد۔ چوں سالک بجمال معشوق می رسد عقل است مغلوب بعشق گردد۔ وتمیز از مابین مرتفع میشود۔ موالی بالفتح یاران وخواجگان وخداوندان۔ کذا فی کشف اللغات والصراح۔

معنی چنیں است کہ چوں تناول نمودم آں شراب خالص را شیفتہ وبے خود گشتم از عشق بمستی خود۔

فقلت سائر الاقطاب لموا

سائر تمام در صراح "سائر الناس جمیعھم، اقطاب جمع، قطب بالضم وبالکسر مھتر، از صراح القطب ثلاث لغات ستونۂ آسیا، وچرخ ومھتر کہ مدار کار بروے باشد وسپہ سالار ودر اصطلاح سالکاں مھتر وسرخیل اولیاء۔ ولموا امر از لم بالفتح والتشدید، فراھم آوردن ونیکو کردن۔ کذا فی الصراح و کشف اللغات۔

معنی چنیں است کہ چوں بمرتبۂ مذکورہ رسیدیم گفتیم ھمہ قطب ھا را جمع شوید۔

بحالي وادخلو انتم رجالي

حال بتشدید لام فرود آئندہ ودخول در آمدن ور جل مرد خلاف مرأۃ، رجال ور جالات وار اجل جمعہ کذا فی الصراح۔ ودر اصطلاح متصوفہ حال اشارت است آں چہ وارد می شود بر دل سالک از موھبتِ وھاب۔ بعضے گفتہ اند۔ حال عطائے حق تعالٰی کہ در دل سالک فرود آید بغیر کسب وکد۔ کذا فی کشف اللغات ۔ ویاء رجالی یائے متکلم است یعنی مردان کہ متوسل من اند۔ چناں چہ در مصرع آئندہ جنودی یا یاء متولد از اشباع است یا عوض تنوین است۔ ور جال خبر انتم است با جملہ اسمیہ حال از ادخلو ایا لموا از ھر دو۔ وکسرہ بدل از ضمہ است رعایت بحرکت حرف روی۔

معنی چنیں است کہ در آئید بحال من وقصد ایں حال من کہ رفیع الشان است نمائید کہ شما

یاں ہم مردان عالی مشرب اید یا رجال من اید یعنی از متوسلان من اید کہ از اثر صحبت من مشرب عالی یافتید قصد حال من نمائید وببینید حال مرا۔

شاد باش اے مقبل فرخندہ فال
کوے معنی را ھمی بر سوی حال
دمبدم جام حیات آمیز بیں
حالت مشتاق شور انگیز بیں

و هموا واشربوا انتم جنودی

هموا امر از هم[1] قصد کردن واشربوا از شرب بالضم آب خوردن از باب سمع یسمع۔ فی الشرب ثلاث لغات آشامیدن، وخوردن آب و مانند آں کذا فی الصراح۔ وجند بالضم لشکر وجمع آں جنود۔ انتم جنودی حال از هم یا اشربوا یا از ہر دو است۔

معنی این ست قصد کنید مرتبۂ عالی را وبخورید شراب مذکورہ را کہ موجب شہود[2] ست کہ لشکریاں را تبعیت بادشاہ خود لازم کہ "الناس علی دین ملوکھم" واقع است۔

فساقی القوم بالوافی ملالی

ساقی آب دہندہ ومشہور شراب دہندہ است۔ ودر اصطلاح سالکاں مراد از ساقی پیر کامل مرشد مکمل است۔ ونیز حق تعالیٰ ساقی گشتہ شراب عشق ومحبت بعاشقان خود می دہد۔ ایں شایاں فانی ومحوی گردند ووافی تمام وبسیار۔ اور ملا: بالفتح پر شدن وکردن لازم ومتعدی از چیزے۔ بالوافی متعلق از ملا در ملا ضمیر مستتر عائد لساقی است۔ لی ہم متعلق با ملا است۔ ملا با متعلقات خود خبر، فساقی کہ مبتدا است، ہشت۔

معنی ایں است کہ حق تعالیٰ کہ ساقی است کہ برائے ما موافق ظرف ما ہر قدر کہ توانیم بخوریم۔

---

1. از باب هم یهم عع ما کہ یعنی بفتح العین فی الماضی و کسرها فی الغابر کذا فی الصراح۔ عفی عنہ ۱۲۔
2. شهود در اصطلاح سالکان رویت حق است بحق یعنی کاملے ہر ذرہ کبرات وموہومات طیور معتوی عبود نمودہ باشد وبمقام توحید عالی رسیدہ وبدیدہ حق بیں بحکم کتب نصرہ الذی ینصر در صورت جمع موجودات را بدیدہ حق مشاہدہ نماید وخون خود را وتمامی موجودات را قائم بحق بیند لاجرم...... برحاشیہ مانند وہر چہ بیند حق بیند وہر داند حق داند۔ رویت حق بحق شہود بود جامہ حضرت وجود بود۔ کذا فی کشف اللغات۔ عفی عنہ ۱۲۔

شربتم فضلتی من بعد سکری

فضلة و فضالة بالضم آں چہ ماندہ باشد از چیزے۔ کذا فی الصراح۔

معنی ایں است خوردید از پس خوردہٗ من مئے مذکورہ را کہ باقی ماندہ بود از خوردن ما موافق ظرفہاے خود۔

ولا نلتم علوی واتصالی

نلتم از نیل بالفتح رسیدن و یافتن و علو بضمتین بلندی و بلند ہمت۔ و اتصال رسیدن و پیوستن۔ کذا فی کشف اللغات و الصراح۔

معنی چنیں است کہ نہ رسیدید شمایان مرتبہٗ اعلیٰ مرا و پیوستگیٔ من کہ با اوست سبحانہ تعالیٰ کہ بر ما بسبب معیت بجمال نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہراً و باطناً پرتو "لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل" تافتہ و شمایاں ایں مرتبہ را نیافتہ۔

و در ظاہر ہم کمالات آں حضرت رضی اللہ عنہ کہ ظاہر گشتہ در احوال ہیچ اولیا رضی اللہ عنہم بنظر نہ آمدہ۔ چناں چہ در ماہ رمضان در وقت رضاعت آں حضرت رضی اللہ عنہ شیر نمی خورد کذا فی اخبار الاخیار للشیخ عبد الحق دھلوی۔ وطعام و آب ہم نمی خورد و لباس نمی پوشید تا آں کہ حق تعالیٰ وے را امر نمی نمود۔

چناں چہ آں حضرت رضی اللہ عنہ فرمودہ:

"نخورم و نہ آشامیدم تا آں کہ گفتہ شد مرا کہ بحق من کہ بر تست اے عبد القادر بخور و بہ آشام و نپوشیدم تا آں کہ گفتہ شد بحق من کہ بر تست اے عبد القادر بپوش جامہٗ کہ بکسے گزید نیاز ار دو سخن گفتم تا آں کہ گفتہ شد کہ بحق من کہ بر تست سخن گو کہ شنیدہ می شود بسمع قبول۔"

کذا فی مقصود الطالبین للشیخ قطب الاقطاب محمد رشید جون پوری قدس سرہ۔

مقامکم العلیٰ جمعا و لکن

مقام بالفتح والضم جائے ایستادن و جائے بودن و علاء بالفتح والمد بلندی در قدر و منزلت، کذا فی الصراح۔ و در اصطلاح سالکاں مقام بفتح میم عبارت از اقامت بندہ است در عبادت

شرط سالک آں است کہ از مقامے بمقامے دیگر ترقی کند تا از نو دونہ مرتبۂ تلوین درگذرد و بصدم مرتبۂ تمکین مقام کند کہ زوال بشریت است کہ آں را مرتبۂ فقر و فنا گویند۔ مثنوی۔

گر بحرف اولین یکتا شوی
ابجد تحقیق را دانا شوی
گر گذاری حرف در معنی رسی
آں گہی دانی کہ بحرِ بے حسی
مرغ زیرک باش بیروں پر زِ دام
تا نہ گردی پائے بندِ ہر مقام

سبحان اللہ! اولیائے کرام بایں مقام عالی از اثر صحبت آں حضرت رضی اللہ عنہ ترقی بایں مرتبہ نمودہ اند اما بمقام آں حضرت رضی اللہ عنہ نرسیدہ اند۔ پس آں مقام را ملاحظہ باید نمود کہ از فہم و وہم بیروں است۔ معنی ایں است کہ مقام شمایاں ہمہ برتر است ولاکن۔

مقامی فوقکم ما زال عالی

فوق زبر نقیض تحت کذا فی الصراح. ما زال ہمیشہ از افعال ناقصہ است تمام نمی شود بمرفوع فقط۔ وضمیر مستتر دراں عائد بسوئے مقامی کہ اسم وے است وعالی خبر وے۔ در تقدیر عالیا منصوب باتنوین است لاکن راحذف نمودہ اند برعایت محافظت وزن وقافیہ۔

معنی ایں است کہ مرتبۂ شمایاں ہمہ بلند است نزدیک حق سبحانہ تعالیٰ در قدر و منزلت لاکن مقام و مرتبۂ ما نزدیک حق سبحانہ تعالیٰ بفضل وے بالا از مرتبۂ شمایاں است و ہمیشہ بلند است از مرتبۂ شمایاں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

ومؤید ایں معنی است یک بیت قصیدۂ آں حضرت رضی اللہ عنہ سوائے ایں قصیدہ و آں است ایں بیت ؎

فاعطانی مولائی حد الولایة
ولم یعطیھا غیری لیوم القیامة

معنی چنیں است پس داد مرا مولائے من حد ولایتے ونداد غیر مرا تا روز قیامت۔

انا فی حضرة التقریب وحدی

فی حرف جار معناه در و حضرۃ بمعنی درگاہ است۔ کذا فی الصراح. تقریب نزدیک گردانیدن از قرب وقرب بالضم نزدیک شدن ونزدیکی و وحدی بالفتح یگانہ شدن وتنہا شدن وتنہا و یگانہ۔ وقرب در اصطلاح متصوفہ عبارت از وفا بعہد سابق میان حق و بندہ یعنی شریعت وطریقت نگذارد وطریقت وحقیقت را محافظت کند، انا مبتدا، فی حضرۃ التقریب خبر، ای ثابت فی حضرۃ التقریب، وحدی حال از ضمیر مستتر در ظرف وحدی بتاویل متوحدی.

معنی چنیں است یعنی من تنہا ام در قرب کمال درگاہ حق تعالیٰ نہ شمایاں۔

مثنوی

از حجاب نفس شیطانی بر آ

تا شوی شائستۂ قرب خدا

ایں ہمہ مغز است ایں جا پوست نیست

دوست را پروائے یاد دوست نیست

قرب حق دوری بود از قرب خویش

بے زیانِ خود نیابی سود خویش

یصرفنی وحسبی ذوالجلال

یصرفنی از تصریف برگردانیدن از چیزے، وحسب بفتح حاء وسکون سین بس شدن و بس کنندہ۔ وجلال: بالفتح بزرگ شدن وبزرگواری وبزرگی، وصفات حق تعالیٰ جلال وجمال اند۔ آں چہ بلطف ورفق باشد آں را جمال گویند وآں چہ قہر باشد آں را جلال گویند۔ وصفات باطنہ را جلال نامند وصفات ظاہرہ را جمال گویند۔ ودر اصطلاح متصوفہ جلال احتجاب حق است از بصائر وغیرے نتواند کہ بحقیقت ہویت حق را بداند۔ چناں چہ او خود را می داند وہیچ از احدے ماسوا اللہ ذات مطلق او را نہ بیند۔ آں چناں کہ ہست۔ کذا فی کشف اللغات.

ذوالجلال مبتدا، یصرفنی خبر آں وحسبی معطوف بر یصرفنی بتاویل یحسبنی یا عطف حسبی بر یصرفنی وعطف مفرد بر جملہ جائے محل اعراب جائز است یا یصرفنی فعل

ذو الجلال فاعل وحسبی خبر مبتدا محذوف ھو وایں جملہٗ معترضہ واقع شدہ میان فعل وفاعل یاحسبی بتاویل یحسبنی متنازعان درفاعل ذو الجلال اند۔

ومعنی چنیں است کہ می گرداند مراسبحانہ تعالیٰ ازمرتبہٗ عالی باعلیٰ الیسندہ است مرااوسبحانہ تعالیٰ۔

انا البازی اشھب کل شیخ

درصراح باز، بزاۃ بالضم جمعہ ودر ''شرح نصاب الصبیان'' کہ ازمحمد بن فصیح بن محمد المدعو بکریم الدین الشیانضی مرقوم است کہ بازی بیاء موحدہ بوزن قاضی وباز مرغے است کہ باو صید کنند جمع آں بزاۃ. درمنتخب اللغات مرقوم است کہ باز جانورے شکارے معروف کہ آں را بازی نیز گویند۔ واشھب بالفتح سفید وسیاہ را گویند کہ سفیدی غالب باشد برسیاہی ودرصراح ہم ہمیں است۔ وکل بالضم ہمہ کہ لفظ واحد است ومعنی آں جمع است۔ وبعضے محشی باز سفید نوشتہ اند، چناں چہ مولوی فضل اللہ شہید پورنوی غفرلہ کہ نظم ایں قصیدہ متبرکہ نمودہ اند نوشتہ اند کہ۔

منم بازی سفید از جملہ پیراں

یاباعتبار غلبہٗ سفیدی باز سفید نوشتہ باشند یادرکتاب لغت یافتہ باشند۔

قدوۃ العارفین، حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ درترجمہٗ ایں قصیدہ معظمہ معنی اشھب روشن تر نوشتہ اند:

''وشیخ بالفتح خواجہ وپیروشیوخ جمع آں، ونزد سالکاں انسان کامل است درشریعت انا مبتدا، البازی خبر آں و اشھب خبر مبتدائے محذوف ھو باجملہ حال''۔

معنی چنیں است کہ من شکار کنندہٗ من ہم ہر شیخم یعنی ہمہ شیخ تابع ودر قید ومحکوم من اند۔

و من ذا فی الرجال اعطی مثالی

من مخففہ استفہامیہ است۔ معنی آں کیست۔ کذا فی الصراح. ذا آں مرد۔ اعطی از اعطاء دادن۔ مثال مانند وفرمان بادشاہ۔ ومثل مانند۔ لکن فرق کردہ اند کہ درمثال مشابہت تمام باید ودرمثل نوعے ازمشابہت کہ کثرت حروف دال برکثرت معنی است۔ کذا فی الصراح وکشف اللغات۔ من استفہام انکاری است۔ وذا بمعنی الذی موصول وفی الرجال معلق بہ اعطی مثالی صلہ۔ ذا موصول باصلہٗ خود مبتدا ومن خبر آں ویائے مثالی یائے متکلم است۔

ومعنی چنیں است کہ است درمیان مردان اولیائے خدا کہ دادہ شدہ باشد مشابہت تمام از من در قرب حق تعالیٰ۔

کسانی خلعة بطراز عزم

کسانی از کسوت جامہ پوشیدن۔ خلعت جامہ وجز آں۔ **کذا فی الصراح.** در کشف اللغات خلعت بالکسر جامہ کہ بادشاہاں مرحمت کنند۔ وطراز بالکسر علم جامہ۔ تطریز علم کردن۔ طراز معناہ نقش ونگار۔ وبمعنی جامہ ہم آمدہ است۔ عزم بالفتح عزیمت ودل بر چیزے نہادن، اعتزام قصد کردن۔ **کذا فی الصراح و کشف اللغات۔**

معنی چنیں است کہ خلعت مزین بہ نقش عزم پوشانید مرا یعنی اولوالعزم گردانید مرا۔

در ترجمۂ قصیدۂ معتبر کہ حضرت میر سید جعفر پٹنوی مرقوم است کہ:

''در بعضے نسخہ بطراز عز واقع است۔ معنی وے آں است پوشانید مرا جامہ کہ بعلم بزرگی است۔ یعنی مرا در آفاق مشہور بہ بزرگی گردانید کہ اعلیٰ وادنیٰ در ہمہ مکان می دانند۔ انتہیٰ عبارتہ۔''

و توجنی بتیجان الکمال

توجنی از تاج[1] بمعنی افسر۔ یقال: **التیجان عمائم العرب کذا فی الصراح** ۔ در کشف اللغات کہ تاج افسر معنی کلاہے کہ بادشاہاں بر سر نہند۔ کمال بالفتح تمام، تمام شدن **کذا فی الصراح.**

معنی چنیں است کہ افسر بادشاہی از افسر ہائے کاملہ بادشاہ دین مبین مرا داد۔ یعنی بادشاہ اولیا واقطاب مرا عطا نمود بوجہے دراں شائبہ نقص نیست۔

و اطلعنی علی سر قدیم

اطلاع: خبر دادن، سر: راز، قدیم: دیرینہ۔

معنی چنیں است کہ او واقف گردانید مرا بر راز دیرینہ خود۔

قلدنی و اعطانی سوالی

قلائد بالفتح جمع قلادہ بالکسر کہ در گردن شتران از پوست درخت برائے ہدیۂ کعبہ می بندند

---

[1] تاج اجوف واوی است، اصل آں توج، واؤ الف گشت بقاعدۂ مشہورہ۔ عفی عنہ۔ ۱۲

ومردم معلوم نمایند که ایں برائے ہدیہ کعبہ است۔ ممتاز دانستہ مزاحم نہ شوند۔ تقلید در گردن افگندن قلادہ است۔ سوال درخواست۔

معنی چنیں است۔ حق تعالٰی قلادہ بست مرا ممتاز کرد از اولیائے دیگر و کار در عہدہ من کرد و داد مرا آں چہ درخواستِ من بود۔

وولانی علی الاقطاب جمعا

ولانی از ولایت بالکسر نصرت و فتح، بادشاہی راندن۔ کذا فی الصراح۔

معنی چنیں است کہ والی و بادشاہ گردانید مرا بر قطب ہائے دیگر۔

فحکمی نافذ فی کل حال

نفاذ بالفتح و نفوذ در گذشتن نیز از جا و رفتن۔ کذا فی الصراح۔

معنی چنیں است کہ حکم من جاری است کہ ہر ہمہ حال بر ہمہ اقطاب۔

فلو القیت سری فی بحار

بحر دریا و جوئے بزرگ و بحار جمع آں کذا فی الصراح۔

معنی چنیں است کہ اگر افگنم من راز خود را در دریاہا۔

لصار الکل غورا فی زوال

صار از صیر و صیرورۃ گشتن۔ غور آب فرو خوردن و زوال از زیل پارہ پارہ کردن و جدا کردن۔ کذا فی الصراح۔

ترجمہ اینست کہ اگر راز خود را در دریاہا اندازم آب فرو رود و نیست و نابود شود و خشک تا ابد ماند۔

ولو القیت سری فی جبال

جبل: جمع جبال بفتحتین کوہ۔

معنی چنیں است اگر افگنم راز خود در کوہہا۔

لدکت واختفت بین الرمال

دکت از دک کوفتن و ریزہ ریزہ کردن۔ واختفت از اختفاء۔ خفیت الشی مخفیا پنہاں کردم و آشکارا کردم۔ و اختفیت ای استخرجتہ کذا فی الصراح۔ بین،

جدائی و پیوستن ضداو۔ کذا فی الصراح۔

معنی ایں است ک اگر راز خود را در میان کوہ ہا اندازم ہر آئینہ ریزہ ریزہ شوند و بر آیند از جائے خود کہ اثرے نماند۔ حضرت میر سید جعفر پٹنوی در ترجمۂ ایں قصیدہ متبرکہ چنیں مرقوم فرمودہ اند:

''شاید مراد از جبال کوہ ہائے جہل باشد، یعنی در میان طائفہ کہ در کوہ ہا ساکن انداز علم شریعت و طریقت و حقیقت جاہل اند۔ پس معنی چنیں شدہ کہ ریزہ ریزہ شوند کوہ ہائے یا کوہ ہائے جہل پنہاں شوند در میان ریگ ہائے باریک ہائے علوم ۔ و در بر بعضے نسخہ بین الجبال بجائے بین الرمال است۔ بایں تقدیر معنی وے من در میان کوہ ہائے علوم نیست۔''

و لوالقیت سری فوق میت

میت از موت، موت مرد، و میت مردہ۔ اصل میت میوت علی وزن فیعل قلبت الواؤ لیاء فادغم ثم خفّفت و صار میت یستوی فیہ المذکر والمونث کذا فی الصراح۔

معنی چنیں است کہ اگر بیندازم راز خود را بر مردہ۔

لقام بقدرۃ المو لیٰ تعالی

قام از قیام برخواستن۔ قدرۃ بالضم توانائی و قادر شدن بچیزے۔ مولیٰ خداوند و یاری دہندہ۔ کذا فی الصراح۔

معنی چنیں است ہر آئینہ ایستادہ شود آں مردہ بقدرت خدائے یاری دہندہ۔ بزرگ است آں سبحانہ تعالیٰ۔

و مامنہا شہور او دہور

شہور جمع شہر و دہور جمع دہر بالفتح زمان و ہمیشہ۔ کذا فی الصراح و کشف اللغات۔ شہور و دہور مبتدا بسبب نکرہ مخصص شدہ تقدیم خبر مثل فی الدار رجل ۔ واصل در مبتدا تقدیم است اضمار قبل الذکر جائز مثل فی دار زید۔

معنی چنیں است کہ ہیچ ماہے و زمانے نیست۔

تمر و تنقضی الا اتی لی

تمر از مر بالفتح رفتن و گذشتن، تنقضی از باب انفعال انقضاء و انقضی و

ینقضی......شد ۔اتا ازاباب اتیان بالکسر آمدن وآ گاہیدن۔ کذا فی الصراح. ولی جار بایائے متکلم متعلق اتا۔

معنی چنیں است کہ نیست از ماہاوز مانہا کی می گذردوی آید مگراز من رخصت گرفتہ می رود۔

و تخبرنی بما یاتی و یجری

خبر بالتحریک آ گاہی ۔اخبار وتخبیر آ گاہ کردن ۔وجری از جریان رفتن آب۔

معنی ایں است کہ خبرمی دہند آں ماہہاوزمانہا چیزے کہ می آیدومی رفت۔

و تعلمنی فاقصر عن جدال

تعلمنی ازاعلام است آ گاہ گردانیدن ۔قصر کوتاہ کردن ۔جدال خصومت کردن۔

معنی چنیں است آ گاہ می گردانند مرا آں ماہ ہا چیزے کہ می آیدومی رفت ۔پس بازدار خودرا ازخصومت ومخالفت من کہ مخالفت آں حضرت رضی اللہ عنہ زہر قاتل است۔

ودرترجمۂ قصیدۂ متبر کہ حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ نوشتہ اند کہ:

دربعضے نسخہ تعلمنی واقع شدہ است۔پس معنی وے آں است کہ می آموزانید مرا۔"

پس تعلمنی ازتعلیم گشتہ کہ معنی آں درصراح آموزانیدن مرقوم است۔

مریدی هم فطب و اشطح و عننی

مریدی ازارادت خواستن۔ کذا فی الصراح۔درکشف اللغات مرید بالضم خواہندہ ونیز آں کہ دست بیعت بشیخے کہ صاحب خلافت باشد دہد۔وآں شیخ برسرآں مقراض راندوکلاہ پوشاندوتوبہ دہداز گناہاں۔

درمکتوب قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد رشید قدس سرہ وکلام اولیاء دیگر مرقوم است کہ:

" الارادۃ ترک الارادۃ است۔مرید آں است کہ خودراپیش پیر مردہ سازدو نجنبد تانجباندونگوید تانگویاندونہ بیند تانہ بنمایدونہ بشنودتانہ شنوایدونخواہد تانہ فرماید کہ بخواہ بلکہ اگر بگوید کہ بخواہ خواہش خودراحوالۂ خواہش پیر کند کہ اودرعاقبت امور دانا است کہ بندہ رابا خواجگی چہ کاراست۔"

هم وهمان سرگشتگی از عشق وطاب: پاک وبوئے خوش وخوشی۔ کذا فی الصراح وکشف اللغات۔ شطح بحسب لغت حرکت راگویند وشطحیات جمع آں۔ امانزد عرفاسخنان اسرارالٰہی کہ واجدین بغلبہ می گویند کہ عقل از ادراک آں عاجز باشد، حال شطاح ہم چنیں باشد۔ کذا فی الصراح و کشف اللغات۔ وغن امراز تغنیہ بمعنی سرود گفتن از باب تفعیل کہ مصدر آں بروزن تفعلیہ ہم آمدہ است۔ کذا فی فصول الاکبری۔

معنی چنیں است کہ اے مرید من سرگشتہ باش از عشق، خوش باش بمشاہدۂ جمال الٰہی و بے باک باش وسخن مستانہ گو وسرود گو یعنی شاد باش کہ فیض وے بتو رسیدہ است۔

وافعل ماتشاء والاسم عالی

بکن ہر چیزے کہ خواہی کہ اسم من برتر است۔ یعنی آں چہ توقع حال خود از استعداد نداری واز توقع خود بیروں نظر گذاری بسبب توسل من بآں مطلب خواہی رسید و بمراد خود فائز خواہی شد۔

مریدی لا تخف الله ربی

خوف ترسیدن، الله خدا، رب، پروردگار۔

معنی چنیں است کہ اے مرید من مترس کہ حق تعالیٰ ترا داخل جماعت لاخوف علیهم ولا هم یحزنون خواہد نمود۔ بسبب علوے مرتبت من ترا باں مرتبہ خواہد رسانید۔

عطانی رفعة نلت المنال

رفع و رفاع بالفتح والضم کذا فی الصراح و کشف اللغات۔

ترجمہ ایں است کہ حق تعالیٰ دادہ است مرا مرتبۂ بلند کہ رسیدم بعطا ومنفعت بزرگ۔ و بعضے محشی منا بالکسر خواندہ اند معنی آں آرزوہا وامید ہا است۔

چناں چہ در ترجمۂ منظومہ ایں قصیدہ منورہ مولوی فضل اللہ شہید پورنوی ہمیں معنی آوردہ اند۔

مترس از کس اللہ ربم
زقدرم یافت امیدم نظامے

معنی چنیں باشد کہ دادہ حق تعالیٰ مرا امید ہا وآرزو ہا کہ من داشتم۔

طبولی فی السماء والارض دقت

طبول جمع طبل دہل۔ سماء آسمان۔ دق کوفتن۔

معنی چنیں باشد کہ دہلہائے بزرگ من در آسمان و زمین کوفتہ گشتہ۔

یعنی آواز نقارۂ آں حضرت رضی اللہ عنہ در ملأ اعلیٰ رسید کہ شیخ ملائک و متبوع آنہا گردید۔

چناں چہ در ترجمۂ خلاصۃ المفاخر مرقوم است کہ:

''حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ می گفت کہ مرا انس را مشائخ اند و مرجن مشائخ اند و مر ملائک را مشائخ اند و انا شیخ الکل۔''

و شاؤس السعادۃ قد بدالی

شاؤس[1] جائے درشت، کذا فی الصراح۔ سعد نیک بختی۔ بدء آفریدن۔ بدؤ بضمتین پیدا شدن۔ کذا فی الصراح۔

معنی چنیں است کہ سخت نیک بختی پیدا و ظاہر شد از طرف خدائے تعالیٰ بمن کہ آں را بوجہے احتمال زوال نیست۔

در ترجمۂ ایں قصیدۂ متبرکہ حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ مرقوم فرمودہ کہ:

''شا ؤس در قاموس و کنز اللغات و صراح نیست در سہ کتاب مذکورہ۔ شاؤس مہموز عین بمعنی صلب است یعنی سخت۔ شاید بجہت وزن شعر الف واؤ زیادہ کردہ شدہ است۔''

و بعضے محشی شاؤس بسین مہملہ خواندہ اند۔ در کشف اللغات معنی آں نگاہ دارندہ و نگہبانی مرقوم است۔ پس معنی چنیں شدہ کہ نگہبانی سعادت از طرف حق تعالیٰ مرا شدہ است۔ یعنی در اختیار من کمال سعادت نہادہ اند۔ و قد بدا لی با متعلق خود لی خبر شاؤس السعادۃ کہ مبتدا است۔

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی

بلدۃ بالفتح شہر۔ بلاد جمعہ، ملک بالضم بادشاہی۔ تحت زیر نقیض فوق۔ کذا فی الصراح۔ یعنی شہر ہائے خدائے تعالیٰ در بادشاہی من اند و ہر کہ در او است در حکم فرمودۂ من است۔

حضرت میر سید جعفر قدس سرہ در ترجمۂ ایں قصیدہ مرقوم فرمودہ اند:

---

[1] در یں مقام سخن است کہ شاؤس معرب چاؤش باشد بمعنی نقیب کہ پیش رو سلاطین میرود کہ دور باش ہم می گویند، چرا کہ مصرع اول دال بر تجمل سلطنت است کہ از لوازم طبل است۔ منہ۔ عفی عنہ۔ ۱۲

''اما باعتبار کسر میم ملک معنی ایں است کہ در بلاد اللہ تصرف من است باذن او جل شانہ، انتہیٰ۔''

ووقتی قبل قلبی قد صفا لی

وقت ہنگام، قبل پیش، قلب دل۔ قد بتحقیق بدرستی داخل نمی شود مگر بر افعال۔ صفا بالمد روشنی خلاف کدر۔ تصفیہ روشن کردن۔

معنی چنیں است ہنگام من قبل دل من بتحقیق روشن شدہ بود برائے من۔

ومراد از وقت منزلت ومرتبہ وخصوصیت است۔ چناں چہ در حدیث نبوی است:

''لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل''

یعنی مرا منزلت وخصوصیت ومرتبۂ اعلیٰ چناں است کہ آں خصوصیت ومرتبہ ومنزلت ملک مقرب ونبی مرسل ندارند۔

پس وقت آں حضرت رضی اللہ عنہ یعنی مرتبہ ومنزلت وخصوصیت قبل وجود دریں عالم نزد باری تعالیٰ چنیں است۔ ومشہور ہم چنیں است می گویند کہ وقت فلاں است یعنی مرتبہ ومنزلت اوست۔ ومراد از قبل قلب قبل وجود دریں عالم است۔ منزلت آں حضرت رضی اللہ عنہ موقوف بایں وجود نیست۔ چناں کہ دیگراں را بعد وجود در عالم بکسب ریاضات شاقہ روشنی حاصل می شود کہ روشنی آں حضرت رضی اللہ عنہ ازلی است۔ یک بیت در قصیدۂ معتبر کہ سوائے ایں قصیدہ منورہ از آں حضرت رضی اللہ عنہ است، تائید دریں معنی می تواند شد۔ آں بیت ایں است۔

نعم نشأنی فی الحب قبل آدم

وسری فی الاکوان قبل نشأنی

معنی ایں است کہ وجود وپیدائش من در حب حق تعالیٰ بعطائے روشنی از وے سبحانہ تعالیٰ قبل آدم علیہ السلام بودہ وراز من باوے تعالیٰ در اکوان قبل وجود من دریں عالم بودہ۔ و اللہ اعلم بمراد اولیاءہ رضی اللہ عنہم.

نظرت الی بلاد اللہ جمعا

نظر بفتحتین نگریستن در چیزے بتامل۔

معنی چنیں است کہ نگریستم من در شہرہائے خدائے تعالیٰ ہمہ۔

کخردلة علیٰ حکم اتصال

خردل سینداں خردلہ یکے۔

معنی چنیں است کہ آں بلاد اللہ مانند یکے از سینداں است بر حکم من پیوستہ یعنی باوجود شہر ہائے فاصلہ در حکم من اتصال تام دارند و حکم من برآں جاری است۔

و کل ولی له قدم وانی

قدم بفتحتین پیش پائے و پی واثر۔

معنی چنیں است کہ ہر ولی بر قدم نبی است، یعنی مشرب نبی در وے است۔

در لطائف اشرفی "ہر ولی از اولیائے امت محمد علیہ السلام بر مشرب یکے از انبیاء و بر قدم ایشاں باشند"۔ در فتوحات مکیہ است:

"من ان الاولياء من امت محمد صلى الله عليه و سلم هى الجامع مقامات الاولياء قد برت منهم موسىٰ عليه السلام لكن من حيث اندراج نور الموسوى فى النور المحمدى."

یعنی ہر ولی از امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بر مشرب و قدم نبی از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام می باشند لیکن نور آں نبی مندرج در نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام می باشد۔

علی قدم النبی بدر الکمال

النبی پیغامبر از نبأ بمعنی آگاہی و در اصطلاح شرع بشر يبعثه الله تعالىٰ لتبلغ الاحکام. بدر ماہ تمام ۔لیلۃ البدر ایں است چہاردہم زماہ۔

معنی چنیں است کہ من بر قدم و مشرب نبی خودم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی در اخبار الاخیار در احوال خود بنویسد کہ:

"آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدم بر قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلک دم بہ دم بقدم آوردہ انتہی۔"

در واقع قدم چہ دمبدم کہ ہیچ نفسی کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگرفتہ باشند کہ آں نفس را آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگرفتہ باشد۔

مریدی لا تخف واش فانی

وشی[1] دروغ گفتن وآراستن سخن دروغ وسخن چیں۔ کذا فی الصراح وکشف الغات۔ معنی چنیں است کہ مرید من مترس از دروغ گو وسخن چیں درحق خود پس تحقیق کہ من۔

عزوم قاتل عند القتال

عزوم از عزم قصد کردن ودل نہادن بر چیزے وقتل کشتن وعند بالکسر نزدیک۔ معنی چنیں است کہ بسیار قصد کنندہ وکشندہ ام نزدیک جنگ۔

انا الجیلی محی الدین اسمی

جیل: بالکسر ترک وروم کذا فی کشف اللغات والصراح. ارباب تحقیق گفتہ اند۔ جیل بکسر جیم وسکون یاء مثناۃ آں شہریست از طبرستان۔ جیلان وکیلان وگیال وجیال نیز گویند۔ جائے پر فیض است واز حضرت بغداد ہفت روزہ راہ است کذا فی مرأۃ الاسرار للشیخ عبد الرحمن امیتھوی۔ محی الدین از احیاء زندہ کردن۔ در تحفۂ قادریہ است کہ:

''وجہ لقب آں حضرت رضی اللہ عنہ بایں آں است کہ دین بصورت شخصے ضعیف نزد آں حضرت رضی اللہ عنہ آمد وگفت کہ دین جد توام بایں درجہ رسیدہ ام مرا بتو زندہ کردہ اند وتروتازہ نمودہ اند۔ انت محی الدین ۔آں حضرت رضی اللہ عنہ فرمود کہ من آں شخص را گذاشتہ رو بجانب مسجد بغداد آوردم و برہنہ پائے بودم۔ شخصے نعلین آوردہ پیشم نہاد وگفت انت محی الدین در مسجد جامع مردم ہجوم کردہ بایں لقب خوانند۔ وپیش ازیں کسے مرا بایں لقب نخواندہ بود۔ انتھی عبارتہ۔''

معنی ایں است کہ مولد من جیلان است ۔محی الدین اسم من است۔

واطلاق محی الدین بر آں حضرت رضی اللہ عنہ ودیگر نامہا کہ نود ونہ نام است باعتبار صفات کہ اصل نام آں حضرت رضی اللہ عنہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ است ۔ہم چناں کہ نام خدائے تعالی اللہ است وبہ ہمیں دستور نام محمد رسول اللہ ﷺ کہ نود ونہ نام است اطلاق برآں حضرت بطریق صفات است نام محمد است۔ وہمیں طور در نود ونہ نام حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ است کہ نام آں حضرت کرم اللہ وجہہ علی است ودیگر باعتبار صفات است۔

ودر شرح آداب المریدین تصنیف حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری

---

[1] تقدیرہ بواش. حذف حرف الجار و ترک امجرد باعرابہ کذا فی کفایۃ المنتھی۔۱۲

قدس سرہ است کہ:

''اسم وصفت ہر دو یکے ست زیرا کہ در حدیث آمدہ است'' ان اللہ تسعة و تسعین اسماء' وایں نود ونہ نام صفات است بایں ہم شرع اسم گفت۔انتہیٰ عبارتہ۔''

واعلامی علی رأس الجبال

اعلام جمع علم بفتحتین درفش، رأس سر۔

معنی ایں است کہ علم ہائے من بر سر کوہہا است یعنی مرتبہ اعلیٰ وبزرگی من از افضل حق سبحانہ تعالیٰ از مشرق تا مغرب بلکہ در تمام عالم پیدا وہویداوروشن است۔

خصوصیات:

ہر چند خواندن ایں قصیدہ منورہ ونظر کردن دریں صبح وشام بلکہ علی الدوام فلاح کونین است وخاصیت آں لاتعداد ولاتحصی است۔لاکن چوں بزرگان علیھم الرضوان چند از خواص نوشتہ اند ازاں نگارستہ می شود۔امابا جازت باید خوند والا سود ندارد۔از جملہ خاصیتہا:

اول: ایں کہ ہر کہ ایں قصیدہ را مداومت کند ہر روز یازدہ بار در نظر خلق مقبول ومحبوب گردد۔

دوم: ایں کہ خوانندۂ ایں قصیدہ را مدطبع حافظہ گردد وہر چہ بخواند یاد گردد

سوم: آں کہ ہر کہ ایں قصیدہ را مداومت می کند سواد در عربی زبان شود۔

چہارم: ایں کہ خوانندۂ ایں قصیدہ را بنیت در مہمے ومقصودے کہ باشد چہل روز نگذرد کہ مقصود حاصل شود۔

پنجم: ایں کہ ہر کہ ایں قصیدہ را پیش نگاہ دارد واگر خواندن داند ہر روز سہ مرتبہ بخواند واگر خواندن نداند از خود جدا نہ کند از سر اعتقاد ہر صباح دراں نظر کند ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مربی او باشند۔پیش امراء وملوک مقبول باشد۔

ششم: ایں کہ برائے ہر کارے ومطلبے کہ بخواند مراد حاصل گردد۔باید کہ ایں قصیدہ را باعتقاد درست نگاہ دارد وبخواند تا مقصود حصول انجامد۔لاکن ہم درود اول وآخر بخواند تا بجلدی بمقصود رسد۔اگر ایں درود دریں مقام بخواند بسیار احسن واولیٰ است وسریع الاثر است۔وآں درود ایں است۔

اللھم صل و سلم علیٰ محمد ن النبی الامی و علی آلہ واصحابہ و

على جميع الاولياء والمتقين وعلىٰ سيدنا الشيخ محى الدين عبد القادر المكين الامين.

خواستہ بود کہ ہر مصرع بلکہ ہر حرف ایں قصیدہ متبرکہ کہ مشتمل بر اسرار و اشغال و اذکار بودہ است نویسد۔ باز بخاطر رسیدہ کہ ایں ضعیف را کجا یارا کہ دریں مقامات قدم نہد بلکہ دم زند۔ وایں ہم بخاطر رسیدہ کہ بعضے بوالہوساں بدون علم قصد نمایند در چاہ افتند وضرر کشند وصرف معنی وتحقیق لغت بضرورت نگارشتہ تا غلط نخوانند وچند اشعار سوائے ایں اشعار قدرے معتمد بود نگارشتہ۔

درست العلم حتى صرت قطبا

ونلت السعد من مولىٰ الموالى

معنی چنیں است کہ درس گرفتم علم الہی را تا کہ گشتم من قطب و رسیدم من نیک بختی را از خداوند خداوندگان۔

اختتامیہ:

الحمد لله والمنة والصلوٰة على رسوله والتحية کہ ترجمۂ ایں قصیدہ بتاریخ ہفدہم ماہ جمادی الاول روز دوشنبہ سنہ یک ہزار و یک صد وشصت و دو ہجری نبوی در قصبہ پورنیہ صانہا اللہ تعالیٰ عن البلیہ در مصطفیٰ باغ متصل روضۂ متبرکہ قطب الاولیاء جدی جمال الحق حضرت بندگی شیخ مصطفیٰ قدس سرہٗ تمام گشتہ۔ نحمده حمدا كثيرا ونصلى على نبيه و آله وصحبه اجمعين۔

شرح قصیدۂ غوثیہ

[اردو ترجمہ]

عرض مترجم

بات چند مہینے پہلے کی ہے کہ مکروہات دنیا میں گرفتار یہ بندۂ گنہ گار مادیت زدہ ماحول کے تعفن سے بیزار ہو کر سکون وطمانیت اور عشق وعرفان کی فضائے مشک بار کی تلاش میں حیراں وسرگرداں قطب العارفین، مخدوم بنارس، حضرت مخدوم شاہ طیب بنارسی قدس سرہ کے آستانۂ پاک پر حاضر ہوا اور اس یقین واعتقاد کے ساتھ کہ

دربار شاہنشہی سے خوش تر
مردان خدا کا آستانہ

اور اس امید کے ساتھ کہ

کوئی توپی کے نکلے گا اڑے گی کچھ تو بو منہ سے
در پیر مغاں پر مے پرستو چل کے بستر ہو

کہتے ہیں کہ مکان کی زینت مکین سے ہوتی ہے، وہ مکان ہی کیا جو مکین سے خالی ہو۔ خانقاہ رشیدیہ جون پور بزرگان رشیدی کا مکان ہی تو ہے جو عرصۂ دراز سے خالی تھا اور اپنی تمام تر رعنائیوں کے باوجود کچھ سونا سونا سا لگتا تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حضرت منظور الحق ابوالمحاسن سید شاہ مصطفیٰ علی سبز پوش شہید قدس سرہ کی شہادت کے بعد خانقاہ رشیدیہ سے روحانیت رخصت ہو گئی اور بزرگان رشیدی کا تسلسل ٹوٹ گیا تھا۔ بھلا ایسی خلاف حقیقت بات کون کہہ سکتا ہے۔ یہاں تو ایک سے ایک تاجدار ولایت اور نابغۂ روزگار ہستیاں ہیں جن کی عظمتوں کا اعتراف ہر خاص وعام کو ہے، لیکن ہمارے ان بزرگوں کی نگاہیں حضرت قطب الاقطاب شمس الحق شیخ محمد رشید عثمانی عرف حضرت دیوان جی قدس سرہ کے گھر میں حضرت دیوان جی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اسی تلاش وجستجو میں ۲۸ رسال کی ایک طویل مدت گزر گئی۔ بالآخران بلاکشانِ عشق ومحبت کی آہ سحر گاہی باب اجابت سے ٹکرائی اور حضرت دیوان جی کے مکان کو مکین مل ہی گیا۔ وہ منظر کتنا

روح پرور تھا جب شہود الحق حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش فانی گورکھپوری کی آنکھوں کا تارا، تاجدار فقر وفنا، درویش کامل حضرت سید شاہ ہاشم علی سبز پوش جامی گورکھپوری اور شہر یار علم و حکمت، شیخ الاسلام، پیر دستگیر ابو صالح حضرت مولانا شاہ غلام محمد یٰسین شاہدی رشیدی پورنوی جن کی زندگی خانقاہ کے لیے وقف تھی اور جن کی ذات بابرکات سرکار آسی کے اس شعر کی پیکر تھی

گھر چھٹا، شہر چھٹا، کوچۂ دلدار چھٹا
کوہ وصحرا میں لیے پھرتی ہے وحشت دل کی

خانقاہ رشیدیہ کے ان دونوں عظیم المرتبت بزرگوں نے بڑے پیار ومحبت اور امیدوں کے ساتھ آقائے نعمت، محقق عصر، مجمع البحرین حضرت علامہ مفتی محمد عبید الرحمٰن رشیدی دام ظلہ کو حضرت دیوان جی کا خرقۂ مبارکہ پہنا کر مسند سجادگی پر فائز کر دیا۔

زہے نصیب کہ بندۂ گناہ گار حضرت مخدوم بنارس کی خانقاہ عالیہ میں حضرت دیوان جی کے جانشین اور ان کی علمی وروحانی قدروں کے امین حضرت صاحب سجادہ دام ظلہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت نے شام کی مجلس علمی ودینی میں اس ہیچ مداں کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے اپنی خواہش کا یوں اظہار فرمایا:

''حضرت قمر الحق، شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری قدس سرہ کی فارسی زبان میں تحریر کردہ شرح قصیدۂ غوثیہ کا اردو زبان میں ترجمہ ہو جائے تو بہتر ہوگا''

چناں چہ مرشد گرامی کے اس ارشاد سے مجھ پر سراسیمگی کی کیفیت طاری ہو گئی، کیوں کہ بزرگوں کے کلام کی ترجمانی کے لیے وسعت علم بھی چاہیے اور عقل وخرد کی پاکیزگی بھی۔ اور اس حقیر کا کاسۂ ہستی ان دونوں سے خالی؛ لیکن ادب مانع تھا، جرأت انکار نہ کر سکا۔ خانقاہ رشیدیہ میں محفوظ شرح قصیدۂ غوثیہ کے بوسیدہ مخطوطہ کی فوٹو کاپی لے کر اپنے گھر مالدھیا، بتیا، چمپارن آ گیا۔ ترجمہ کا پہلا مرحلہ خط شکستہ میں لکھی ہوئی ناصاف عبارتوں کو آج کے رسم الخط کے مطابق لکھنا تھا جو میرے لیے جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ دو چار ہی صفحات لکھ پایا تھا کہ تھک ہار کر میں بیٹھ گیا اور یہ کام معرض التوا میں چلا گیا۔ اور اسی میں کئی مہینے گزر گئے، مگر اپنا حال یہ تھا۔

کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

۲۷/ جولائی 2015ء کو اچانک شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن، نئی دہلی کے اہم رکن اور نگراں، گرامی قدر ابرار رضا مصباحی کا فون آیا اور انھوں نے قصیدۂ غوثیہ سے متعلق استفسار کیا۔ چوں کہ کام تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا، اس لیے احساس ندامت سے بوجھل لہجے میں معذرت پیش کرتے ہوئے حضرت مخدوم کے عرس مقدس کے بعد خانقاہ منڈواڈیہہ، بنارس کے لیے روانہ ہونے کا ارداہ ظاہر کیا اور ۲۸/ جولائی ۲۰۱۵ء کی صبح خانقاہ شریف میں حاضر ہو گیا۔ ۲۹/ جولائی ۲۰۱۵ء کو خانقاہ رشیدیہ جون پور پہنچا۔ وہاں شرح قصیدۂ غوثیہ کے مخطوطے سے نقل نویسی کا کام شروع کیا۔ دو دنوں میں اس کام کی تکمیل کے بعد پھر خانقاہ منڈواڈیہہ شریف میں حاضر ہو گیا۔ اب ترجمہ کا کام شروع ہوا۔ حضرت مخدوم بنارس کے آستانے کی فیض بخشی اور حضرت زیب سجادہ کے تصرف روحانی کا ایسا ظہور ہوا کہ محض نو دنوں کے مکمل انہماک کے بعد ۵/ اگست بروز بدھ ۲۰۱۵ء کو ترجمہ کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک.

مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت زیب سجادۂ رشیدیہ کی رہنمائی و دستگیری اور کرم فرمائی شامل حال نہ ہوتی تو میں اس ذمے داری سے عہدہ برآ نہیں ہو پاتا۔

بس تمھاری طرف سے جو کچھ ہو
میری سعی اور میری ہمت کیا

کرم بالائے کرم یہ کہ حضرت مخدوم گرامی دام ظلہ نے ترجمہ کو ملاحظہ کر کے اہم اصلاحات بھی فرمائیں۔ برادر مکرم ابرار رضا مصباحی کا حد درجہ ممنون ہوں کہ ترجمہ کے کام میں وہ میرے دست راست بلکہ برابر کے حصے دار ہیں۔ اسی طرح میں محترم مولانا محمد شہباز عالم مصباحی و محترم امتیاز سرمد کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے میں معاونت کی، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں مولانا عبد السلام رشیدی، مولانا نور عالم عبیدی اور حافظ ممتاز احمد رشیدی کا شکریہ نہ ادا کروں، جنھوں نے اس کام میں میری کافی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اخیر میں حقیر پر تقصیر قارئین کرام سے عرض پرداز ہے کہ اگر شرح قصیدۂ غوثیہ کی ترجمانی میں کوئی غلطی نظر آئے تو برائے کرم مطلع فرما کر دامن عفو میں جگہ دیں۔

——— فخر الحسن رشیدی

روح پرور تھا جب شہود الحق حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش فانؔی گورکھپوری کی آنکھوں کا تارا، تاجدار فقر وفنا، درویش کامل حضرت سید شاہ ہاشم علی سبز پوش جامؔی گورکھپوری اور شہریار علم و حکمت، شیخ الاسلام، پیر دستگیر ابو صالح حضرت مولانا شاہ غلام محمد یٰسین شاہدی رشیدی پورنوی جن کی زندگی خانقاہ کے لیے وقف تھی اور جن کی ذات بابرکات سرکار آسی کے اس شعر کی پیکر تھی۔

گھر چھٹا، شہر چھٹا، کوچۂ دلدار چھٹا
کوہ وصحرا میں لیے پھرتی ہے وحشت دل کی

خانقاہ رشیدیہ کے ان دونوں عظیم المرتبت بزرگوں نے بڑے پیار و محبت اور امیدوں کے ساتھ آقائے نعمت، محقق عصر، مجمع البحرین حضرت علامہ مفتی محمد عبید الرحمٰن رشیدی دام ظلہ کو حضرت دیوان جی کا خرقۂ مبارکہ پہنا کر مسند سجادگی پر فائز کر دیا۔

زہے نصیب کہ بندۂ گناہ گار حضرت مخدوم بنارس کی خانقاہ عالیہ میں حضرت دیوان جی کے جانشین اور ان کی علمی و روحانی قدروں کے امین حضرت صاحب سجادہ دام ظلہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت نے شام کی مجلس علمی و دینی میں اس ہیچ مداں کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے اپنی خواہش کا یوں اظہار فرمایا:

"حضرت قمر الحق، شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری قدس سرہ کی فارسی زبان میں تحریر کردہ شرح قصیدۂ غوثیہ کا اردو زبان میں ترجمہ ہو جائے تو بہتر ہوگا"

چناں چہ مرشد گرامی کے اس ارشاد سے مجھ پر سراسیمگی کی کیفیت طاری ہو گئی، کیوں کہ بزرگوں کے کلام کی ترجمانی کے لیے وسعت علم بھی چاہیے اور عقل و خرد کی پاکیزگی بھی۔ اور اس حقیر کا کاسۂ ہستی ان دونوں سے خالی؛ لیکن ادب مانع تھا، جرأت انکار نہ کر سکا۔ خانقاہ رشیدیہ میں محفوظ شرح قصیدۂ غوثیہ کے بوسیدہ مخطوطہ کی فوٹو کاپی لے کر اپنے گھر مالدھیا، بتیا، چمپارن آ گیا۔ ترجمہ کا پہلا مرحلہ خط شکستہ میں لکھی ہوئی ناصاف عبارتوں کو آج کے رسم الخط کے مطابق لکھنا تھا جو میرے لیے جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ دو چار ہی صفحات لکھ پایا تھا کہ تھک ہار کر میں بیٹھ گیا اور یہ کام معرض التوا میں چلا گیا۔ اور اسی میں کئی مہینے گزر گئے، مگر اپنا حال یہ تھا۔

کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

۲۷/ جولائی ۲۰۱۵ء کو اچانک شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن، نئی دہلی کے اہم رکن اور نگراں، گرامی قدر ابرار رضا مصباحی کا فون آیا اور انھوں نے قصیدۂ غوثیہ سے متعلق استفسار کیا۔ چوں کہ کام تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا، اس لیے احساس ندامت سے بوجھل لہجے میں معذرت پیش کرتے ہوئے حضرت مخدوم کے عرس مقدس کے بعد خانقاہ منڈواڈیہہ، بنارس کے لیے روانہ ہونے کا ارداہ ظاہر کیا اور ۲۸/ جولائی ۲۰۱۵ء کی صبح خانقاہ شریف میں حاضر ہو گیا۔ ۲۹/ جولائی ۲۰۱۵ء کو خانقاہ رشیدیہ جون پور پہنچا۔ وہاں شرح قصیدۂ غوثیہ کے مخطوطے سے نقل نویسی کا کام شروع کیا۔ دو دنوں میں اس کام کی تکمیل کے بعد پھر خانقاہ منڈواڈیہہ شریف میں حاضر ہو گیا۔ اب ترجمہ کا کام شروع ہوا۔ حضرت مخدوم بنارس کے آستانے کی فیض بخشی اور حضرت زیب سجادہ کے تصرف روحانی کا ایسا ظہور ہوا کہ محض نو دنوں کے مکمل انہماک کے بعد ۵/ اگست بروز بدھ ۲۰۱۵ء کو ترجمہ کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ **فالحمد لله علی ذالک.**

مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت زیب سجادۂ رشیدیہ کی رہنمائی و دستگیری اور کرم فرمائی شامل حال نہ ہوتی تو میں اس ذمے داری سے عہدہ برآ نہیں ہو پاتا۔

بس تمھاری طرف سے جو کچھ ہو
میری سعی اور میری ہمت کیا

کرم بالائے کرم یہ کہ حضرت مخدوم گرامی دام ظلہ نے ترجمہ کو ملاحظہ کر کے اہم اصلاحات بھی فرمائیں۔ برادر مکرم ابرار رضا مصباحی کا حد درجہ ممنون ہوں کہ ترجمہ کے کام میں وہ میرے دست راست بلکہ برابر کے حصے دار ہیں۔ اسی طرح میں محترم مولانا محمد شہباز عالم مصباحی و محترم امتیاز سرمد کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے میں معاونت کی، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں مولانا عبدالسلام رشیدی، مولانا نور عالم عبیدی اور حافظ ممتاز احمد رشیدی کا شکریہ نہ ادا کروں، جنھوں نے اس کام میں میری کافی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اخیر میں حقیر پر تقصیر قارئین کرام سے عرض پرداز ہے کہ اگر شرح قصیدۂ غوثیہ کی ترجمانی میں کوئی غلطی نظر آئے تو برائے کرم مطلع فرما کر دامن عفو میں جگہ دیں۔

——— فخرالحسن رشیدی

دیباچۂ مصنف

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الکَرِیمِ وَالصَّلوٰۃُ عَلٰی رَسُولِہِ النَّعِیمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ کُلٌّ مِّنہُم صَاحِبُ التَّعظِیمِ وَالتَّکرِیم۔

فقیر قمر الحق غلام رشید ارشد محمد رشید مصطفیٰ ۱۱۶۲ھ میں جد بزرگوار قطب الاولیاء حضرت شاہ جمال الحق بندگی شیخ مصطفیٰ قدس سرہ کی زیارت کے ارادے سے حضرت جون پور سے قصبہ حضرت پورنیہ کے لیے عازم سفر ہوا۔

راستے میں اس گنہ گار کے دلِ ناتواں میں عزیز باکمال، نور چشم میاں شیخ فصیح الدین طال عمرہ وزاد قدرہ کے لیے کوئی چیز بطور تحفہ بھیجنے کا خیال پیدا ہوا۔ چوں کہ آں عزیز سعید کو سلسلۂ قادریہ احمدیہ میں شرف بیعت حاصل ہے، اس لیے غوثِ زمان و زمین، شیخ السمٰوات والارضین رضی اللہ عنہ وافاض علینا فیوضاتہ وفتوحاتہ کے مشہور ومعروف قصیدۂ منورہ کا ترجمہ کر کے بھیجا کہ اس سے بہتر تحفہ عزیز موصوف کے لئے نظر نہ آیا۔

حق تعالیٰ عزیز موصوف کو اس ترجمہ سے نفع پہنچائے اور جو بھی اس ترجمہ سے نفع حاصل کرے، اس گنہ گار کے لیے خاتمہ بالخیر کی دعا کرے۔

اِنَّہٗ وَلِیُّ التَّوفِیقِ وَھُوَ خَیرُ الرَّفِیقِ۔ والسلام۔

شرح

سَقَانِیُ الْحُبُّ کَاسَاتِ الوِصَالِ

حل الفاظ: سَقَانِیُ: سَقیاً سے مشتق ہے، یُقَالُ سَقَیتُ فُلاناً وأسقَیتُہٗ، میں نے اسے پلایا۔ الحُبُّ بالضم: محبت ودوستی کرنا اور بالکسر: دوست، جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔ بعض شارحین نے حا کے کسرے کے ساتھ حِبّ پڑھا ہے۔

چناں چہ مولوی فضل اللہ شہید پورنوی نے بھی اس قصیدۂ متبرکہ کے منظوم ترجمے میں یہی معنی لیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

بمن محبوب داد از وصل جامے

لیکن مشہور حا کے ضمے کے ساتھ حُبّ ہے۔ کاسات جمع ہے کاس کی، یہاں معنی ہے شراب سے بھرا پیالہ، جیسا کہ صراح میں ہے۔ کشف اللغات میں ہے:

''سالکان راہ طریقت کی اصطلاح میں شراب سے مراد عشق ومحبت اور بے خودی ومستی کی وہ کیفیت ہے جو جلوۂ معشوق حقیقی سے حاصل ہوتی ہے اور سالک کو مست وبے خود کردیتی ہے، یعنی وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہو جاتا ہے''۔

وِصال بالکسر کسی سے ملنا اور ملاپ رکھنا، کذا فی الصراح اور کشف اللغات میں ہے: صوفیہ کی اصطلاح میں ''وصال'' سے مراد مقام وحدت مع اللہ سراً وجہراً ہے۔

تو مباش اصلا کمال این ست و بس

تو درو گم شو وصال این ست و بس

یعنی تیری ہستی بالکل باقی نہ رہے، اسی کا نام کمال ہے اور تو اسی میں مکمل گم ہو جا، یہی

وصال ہے۔

الحُبُّ فاعل سببی ہے جو محبوب و محبّ کے درمیان سبب اور واسطے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں کأسات سے مراد محل کا اطلاق حال پر کرتے ہوئے شراب ہی مراد ہے، کیوں کہ مشروب نفس شراب ہی ہے، نہ کہ پیالے۔

ترجمہ: عشق و محبت نے مجھ کو وصال یار کی شراب جو باعث فنا فی اللہ و بقا باللہ ہے، پلانے کا ارادہ کیا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ساقی بدہ مئے کہ بود مستیش فنا
تا وا رہاندم ز خیال منی و ما

یعنی اے ساقی ایسی شراب پلادے جس کی مستی فنا سے ہمکنار کردے تاکہ میں ہستی موہوم کے خیال خام سے چھٹکارا پا جاؤں۔

اور مولانا عبدالرحمٰن جامؔی یوں نغمہ خواں ہیں ؎

آں را کہ فنا شیوہ و فقر آئین است
نے کشف و یقین نہ معرفت نے دین است
رفت او ز میاں ہمیں خدا ماند خدا
اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰهُ این است

یعنی وہ شخص جو فقر و فنا کی راہ پر گامزن ہے، اسے نہ کشف و یقین سے مطلب ہے اور نہ ہی دین و معرفت سے۔ اور وہ گزر گیا اور صرف خدا ہی کی ذات رہ گئی۔ فقر جب مکمل ہوتا ہے تو ھو اللہ کا راز منکشف ہو جاتا ہے۔

"سَقَانِی" میں ارادہ کو مقدر ماننا چاہیے تاکہ مصرع ثانی مصرع اول کے موافق ہو جائے، ورنہ جب پینے پلانے کا کام ہو گیا تو تعال مصرع اول کے موافق کیوں کر ہو گا۔ اور شارحین یہاں ارادہ کو مقدر مانتے ہیں جیسا کہ "اذا قمتم الی الصلوٰۃ" میں "اردتم" کو مقدر مانتے ہیں، یعنی جب مجھے شراب پلانے کی بابت محبوب کی مرضی اور ارادہ کا علم ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ

حل الفاظ: خمرۃ: خالص شراب، اس کی جمع خَمْرٌ وَخُمُوْرٌ ہے، تَمْرَۃٌ وتَمْرٌ کی مثل واحد اور جمع میں، کذا فی الصراح. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خَـمْـرَۃ، تَمْرَۃٌ کی طرح مرقوم ہے اور تَـمْـرَۃٌ بفتح اول ہے، اس لئے خَـمْـرَۃٌ بھی بفتح خا ہوگا۔ لیکن میں نے بعض حواشی میں ضمہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ دیکھا ہے، لیکن چوں کہ ان کی حیثیت نامعلوم تھی، اس لئے انھیں معتبر نہیں سمجھا گیا۔ اہل تصوف کی اصطلاح میں شراب سے مراد عشق ومحبت ہے جس سے سالک بے خود ہوکر فانی مطلق ہوجاتا ہے، جیسا کہ کشف اللغات میں ہے۔ یعنی فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوجاتا ہے۔ نحو: بالفتح، طرف، جانب اوری یائے متکلم ہے، اور تعالَ بفتح لام امر ہے تـعـالـیٰ یتعالیٰ سے۔ معنی ہے آجا۔ جیسا کہ کشف اللغات میں ہے۔ اور صراح میں ہے کہ تعال میں لام کو کسرہ اشباع کے ساتھ وزن شعری کے لیے پڑھتے ہیں۔

ترجمہ: پس میں نے اس شراب خالص سے کہا کہ میری طرف آجا تاکہ قرب خداوندی تک جس سے مراد فنا وبقا ہے، میری رسائی ہوجائے۔

چناں چہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

قرب مئے بالا و پستی رفتن است

قرب حق از جنس ہستی رستن است

یعنی شراب کی قربت کا نتیجہ اوپر نیچے جانا ہے اور قرب حق کا مطلب نقد ہستی سے چھٹکارا پانا۔

سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ

حل الفاظ: سَعَتْ: سَعْیٌ بالفتح سے مشتق ہے۔ معنی ہے کوشش کرنا، دوڑنا اور کام کرنا۔ مَشَتْ: مَشْیٌ بالفتح سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں جانا۔ کُئُوس شراب سے بھرے پیالے۔ کأس کی جمع ہے، جیسا کہ صراح میں ہے

ترجمہ: اس شراب خالص نے کوشش کی اور میرے پیالوں میں آگئی اور مجھ کو مرتبۂ مذکورہ تک پہنچادیا۔

فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

حل الفاظ: هِـمْـتُ: هَیْمٌ سے مشتق ہے فتحہ خا کے ساتھ جس کے معنی ہیں عشق میں بے

خود ہونا۔ ھیامٌ: بالفتح عشق کی دیوانگی۔ فَھِمتُ میں فا تفریع کے لیے ہے۔ اور صراح میں ہے: ھَیمٌ و ھَیمَانُ، عشق کی بے قراری۔ سُکر: بالضم مست ہونا اور مستی۔ سالکان طریقت کی اصطلاح میں حیرت و دہشت کے ساتھ عشق کی وہ مخموری کیفیت ہے جو جمال محبوب کی دید سے اچانک محبّ کے سر میں سما جاتی ہے۔ نتیجتاً اس کی عقل عشق سے مغلوب ہو جاتی ہے اور درمیان سے من وتو کی تمیز کا پردہ ہٹ جاتا ہے۔ مَوَالِیُ: بالفتح، یاران و خواجگان و خداوندگان۔ جیسا کہ کشف اللغات اور صراح میں ہے۔

ترجمہ: جب میں نے اس شراب خالص کو پی لیا تو (اپنے یاروں کی مجلس میں) عشق ومحبت کی مستی سے مدہوش اور بے خود ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِسَآئِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا

حل الفاظ: سائر: تمام، صراح میں ہے: ''سائر الناس جمیعهم''. اُقْطَاب: قطب کی جمع ہے، ضمہ کے ساتھ اور کسرہ کے ساتھ بھی۔ معنی ہے مہتر یعنی بہت بڑا بزرگ۔ صراح میں ہے کہ قطب کے تین معانی ہیں: آٹا پیسنے کی چکی کا پنچ اور پہیا، وہ بڑا بزرگ جس پر مدار کار ہوتا ہے اور سپہ سالار۔ اور سالکوں کی اصطلاح میں بڑا بزرگ اور اولیا کا سرخیل۔ لُمُّوْا فعل امر ہے، لَمّ بفتح لام وتشدید میم سے مشتق ہے۔ معنی ہے جمع کرنا، اکٹھا کرنا، بھلائی کرنا، جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔

ترجمہ: جب قرب خداوندی کے مذکورہ مرتبۂ بلند تک ہماری رسائی ہوگئی تو ہم نے تمام قطبوں سے کہا کہ آپ لوگ جمع ہو جائیں۔

بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

حل الفاظ: حالّ: بتشدید لام نیچے اترنے والا۔ دُخُول: اندر آنا۔ رَجُل: مرد، اس کی ضد مرأۃ ہے۔ رِجَال و رَجَالَات و اَرَاجِل جمع ہیں رَجُل کی۔ کذا فی الصراح۔ اور اہل تصوف کی اصطلاح میں حال سے مراد وہ قلبی واردات ہیں جو سالک کے دل پر خدائے وہاب کی عطا سے وارد ہوتے ہیں۔ بعض صوفیۂ کرام نے فرمایا ہے کہ حال محض عطائے رب ہے جس کا ورود سالک کے دل میں ہوتا ہے اور اس میں بندہ کے کسب و ریاضت اور محنت کا کوئی دخل نہیں

ہوتا، جیسا کہ کشف اللغات میں ہے۔ اور رِجَالِیْ کی ی یائے متکلم ہے جس طرح آگے کے مصرعے میں جنودی کی ی یائے متکلم ہے۔ رجالی یعنی وہ لوگ جو میرے حلقۂ متوسلین میں ہیں۔ یا رجالی کی یاء اشباع کی وجہ سے ہے یا تنوین کے عوض میں ہے، اور رجالی، انتم کی خبر ہے، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ اور یہ جملہ اسمیہ حال ہے ادخلو یالموا یا دونوں سے، حرف روی کی حرکت کی رعایت سے رجال کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا ہے۔

ترجمہ: تم لوگ میرے اس حال میں داخل ہو جاؤ اور میرے اس بلند مرتبۂ حال کا قصد کرو کہ تم لوگ بھی عالی مشرب مردان خدا ہو یا میرے رجال ہو یعنی میرے متوسلین میں ہو کہ میری صحبت کے اثر سے تمھیں بلند مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ پس میرے حال کا قصد کرو اور دیکھو

شاد باش اے مقبل فرخندہ فال
کوئے معنی را ہمیں بر سوئے حال
دم بدم جام حیات آمیز بیں
حالت مشتاق شور انگیز بیں

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ

حل الفاظ: ھُمُّوا: امر ہے ھَمٌّ سے بمعنی ارادہ کرنا۔ اِشْرَبُوْا: الشرب بالضم پینا باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے، اور الشُرب کی تین لغات ہیں: پینا، پانی پینا، پانی کی طرح دوسری چیز پینا۔ کذا فی الصراح. جُند: بالضم لشکر جمع جُنُود، انتم جنودی حال ہے ھموا یا اشربوا یا دونوں سے۔

ترجمہ: تم لوگ مرتبۂ بلند کا ارادہ کرو اور شراب مذکورہ جو شہود حق کا سبب ہے، اسے نوش کرو، کیوں کہ لشکریوں پر اپنے بادشاہ کی اطاعت لازم ہے کہ "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" یعنی لوگ اپنے بادشاہ کے دین و مذہب پر ہوتے ہیں۔

فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

حل الفاظ: ساقی: پانی پلانے والا، لیکن اس کا مشہور معنی شراب پلانے والا ہے۔ سالکین کی اصطلاح میں ساقی سے مراد پیر کامل و مکمل ہے اور حق تعالیٰ بھی ساقی کی طرح اپنے عاشقوں

کو عشق ومحبت کی شراب پلاتا ہے اور پینے والے فنا اور محو ہو جاتے ہیں۔ وافی: بہت، تمام، ملأ: بالفتح کسی چیز سے پر ہونا اور پر کرنا، لازم ومتعدی۔ بالوافی متعلق ہے مَلأ سے۔ مَلأ میں ضمیر مستتر ہے جو ساقی کی طرف عائد ہے۔ لی بھی ملأ سے متعلق ہے۔ ملا اپنے متعلقات سے مل کر فساقی مبتدا کی خبر ہے۔

ترجمہ: حق تعالیٰ جو ساقی ہے، اس نے میرے لیے ظرف کے مطابق جام عشق ومحبت کو پر اور لبالب کر دیا ہے تا کہ مجھ سے جتنا ہو سکے، اسے نوش کروں۔

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ

حل الفاظ: فُضْلَۃ وفُضَالَۃ بالضم جو کچھ کسی چیز سے باقی بچ جائے۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔ بقیہ، باقی ماندہ۔

ترجمہ: تم لوگوں نے میری باقی ماندہ شراب کو (اپنے اپنے ظرف کے موافق) نوش کیا ہے۔

وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَ اِتِّصَالِیْ

حل الفاظ: نِلْتُمْ: از نَیْل بالفتح پہنچنا اور پانا۔ عُلُو بضمتین بلندی اور بلند ہمت۔ اتصال پہنچنا، جڑنا، ملنا۔ جیسا کہ کشف اللغات اور صراح میں ہے۔

ترجمہ: تم لوگوں کی رسائی میرے بلند وبالا مرتبے اور قربت خداوندی کے اس مقام تک نہیں ہو سکی ہے جو مجھ کو بارگاہ خداوندی میں حاصل ہے۔

میرا وجود ظاہری اور باطنی طور پر نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمال تبعیت (جیسا کہ ان کا ارشاد ہے) ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ'' کے پرتو سے روشن ہے۔ اور تم دیگر مردان خدا کو یہ رتبہ بلند حاصل نہیں۔

ظاہری طور پر بھی آں حضرت رضی اللہ عنہ سے جن کمالات کا ظہور ہوا، دیگر اولیا علیہم الرضوان کے احوال میں نظر نہیں آئے۔ چناں چہ سرکار غوث رضی اللہ عنہ ایام شیر خوارگی ہی میں ماہ رمضان میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ''اخبار الاخیار'' میں مذکور ہے۔ آپ اس وقت تک نہ کھاتے، نہ پیتے اور نہ کپڑا پہنتے جب تک کہ بارگاہ الٰہی سے آپ کو حکم نہیں دیا جاتا۔ چناں چہ آں حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''میں نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا، یہاں تک کہ مجھ سے کہا جاتا کہ میرے اس حق کا واسطہ جو تجھ پر ہے، اے عبد القادر! کھاؤ اور پیو اور میں کپڑا نہیں پہنتا تھا یہاں تک کہ مجھ سے کہا جاتا کہ میرے اس حق کا واسطہ جو تجھ پر ہے، اے عبد القادر! کپڑا پہنو کہ اس کا پہننے والا ستایا نہیں جاتا اور میں بات نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ مجھ سے کہا جاتا کہ میرے اس حق کا واسطہ جو تم پر ہے، بات کہو! تیری سنی جائے گی اور قبول ہوگی''۔

قطب الاقطاب، شیخ محمد رشید عثمانی کی تصنیف ''مقصود الطالبین'' میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

مَقَامُکُمُ الْعُلیٰ جَمْعًا وَّلٰکِنْ

حل الفاظ: مقامکم: بالفتح والضم کھڑا ہونے اور رہنے کی جگہ۔ عَلاء: بالفتح والمد قدر و منزلت کی بلندی، جیسا کہ صراح میں ہے۔ سالکان راہ طریقت کی اصطلاح میں مقام سے مراد بندہ کا عبادت میں اقامت یعنی ٹھہراؤ ہے۔ سالک کو لازم ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی کرتا رہے، یہاں تک کہ ''تلوین'' کے ننانوے مقامات سے گذر کر سویں مقام ''مرتبۂ تمکین'' میں اقامت گزیں ہو جائے کہ یہ زوال بشریت کا مقام ہے جسے ''مرتبۂ فقر و فنا'' بھی کہتے ہیں۔ مثنوی ؎

گر بحرف اولین یکتا شوی
ابجد تحقیق را دانا شوی
گر گذاری حرف در معنیٰ رسی
آں گہی دانی کہ بجر بے حسی
مرغ زیرک باش بیروں پر ز دام
تا نہ گردی پائے بندِ ہر مقام

سبحان اللہ! اولیائے کرام آں حضرت رضی اللہ عنہ کی صحبت کیمیا اثر کی بدولت فقر و فنا کے اس مقام بلند تک ترقی کر چکے ہیں؛ لیکن آں حضرت کے مقام و مرتبے تک ان کی رسائی نہیں ہو سکی۔ پس آں حضرت کے اس مقام و مرتبے کا تصور کرنا چاہیے جو فہم و وہم سے باہر ہے۔

ترجمہ: تم سبھوں کا مقام و مرتبہ بلند ہے؛ لیکن۔

مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالٍ

حل الفاظ: فَوْق: اوپر، تَحت کی نقیض ہے۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔ مازال: ہمیشہ، افعال ناقصہ سے ہے جو محض مرفوع ہی سے تام ہوتا ہے۔ مازال کی ضمیر مستتر (یعنی ھو) مقامی کی طرف عائد ہے۔ مقامی، مازال کا اسم ہے اور عالی اس کی خبر۔ مازال کی خبر ہونے کی بنا پر عالی اصل میں عالیا منصوب با تنوین ہے۔ لیکن وزن و قافیہ کی محافظت کے پیش نظر تنوین کو حذف کر دیا گیا ہے۔

ترجمہ: حق تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت میں تم سبھوں کا مرتبہ بلند ہے؛ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ، اللہ کے نزدیک میرا مقام و مرتبہ تم سبھوں سے بلند تر ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم.

یہ امر کہ سرکار غوث پاک کا مرتبہ ہمیشہ بلند رہے گا۔ اس کی تائید آپ کے قصیدۂ مذکورہ کے ایک دوسرے قصیدے کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

فأعطانی مولائی حد ولایة

ولم یعطھا غیری لیوم القیامة

ترجمہ: میرے مولیٰ نے مجھے ولایت کی ایسی حد عطا فرمائی کہ روز قیامت تک میرے علاوہ یہ نعمت کسی کو نہیں ملی۔

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ

حل الفاظ: فی: حرف جر "میں" کے معنی میں۔ حضرة: بمعنی درگاہ۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔ تقریب: نزدیک کرنا۔ تقریب قُرب سے ہے اور قُرب بالضم کا معنی ہے نزدیک ہونا اور نزدیکی۔ وَحدی: بالفتح یگانہ ہونا، تنہا ہونا اور یگانہ و تنہائی۔

اہل تصوف کی اصطلاح میں قرب سے مراد عبد و معبود کے مابین عہد سابق کو پورا کرنا ہے۔ یعنی بندہ شریعت و طریقت کو نہ چھوڑے اور طریقت و حقیقت کی محافظت کرے۔

أنا مبتدا، فی حضرة التقریب خبر أی: ثابت فی حضرة التقریب، وحدی حال واقع ہے ظرف کی ضمیر مستتر سے اور وحدی بتاویل متوحدی ہے، یا مبالغہ پر محمول ہے، یا بمعنی

متوحدی ہے۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کمال قرب میں تنہا ہوں نہ کہ تم لوگ۔

مثنوی ؎

از حجاب نفس شیطانی بر آ
تا شوی شائستۂ قرب خدا
ایں ہمہ مغز است ایں جا پوست نیست
دوست را پروائے یاد دوست نیست
قرب حق دوری بود از قرب خویش
بے زیانِ خود نیابی سود خویش

یعنی تو نفس شیطانی کے حجاب سے باہر آ، تا کہ قرب خداوندی کے لائق ہو جائے۔ یہاں تمام مغز ہی مغز ہے، چھلکا نہیں۔ دوست کو دوست کی یاد کی پرواہ نہیں ہے۔ خدا کا قرب اپنے وجود کے قرب سے دوری میں مضمر ہے۔ اپنا نقصان اٹھائے بغیر تمھاری ذات کو نفع حاصل نہیں ہوگا۔

یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَال

حل الفاظ: یصرفنی: از تصریف کسی چیز سے پھیرنا۔ حَسْب: بفتح حا و سکون سین کافی کرنا، کافی ہونا۔ جَلَال: بالفتح بزرگ ہونا، بزرگی، بزرگواری۔

جلال اور جمال اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ جو کچھ لطف و کرم اور رفق و نرمی سے ہو، اسے جمال کہتے ہیں اور جو قہر و غضب سے ہو، اسے جلال کہا جاتا ہے۔ باطنی صفات کو جلال سے موسوم کرتے ہیں اور ظاہری صفات کو جمال کہتے ہیں۔

ارباب تصوف کی اصطلاح میں جلال، حق تعالیٰ کا نظروں اور نگاہوں سے چھپنا اور پوشیدہ رہنا ہے۔ ماسوا اللہ تعالیٰ کسی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ حق تعالیٰ کی حقیقت و ماہیت کا ادراک کر سکے۔ چناں چہ وہ خود ہی خود کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی اس کی ذات مطلق کو نہیں دیکھ سکتا ہے، وہ جیسا ہے، ہے۔ جیسا کہ کشف اللغات میں ہے۔

ذو الجلال مبتدا، یصرفنی اس کی خبراور حسبی بتاویل یحسبنی یصرفنی پر معطوف ہے یا بغیر تاویل حسبی کا عطف یصرفنی پر ہے اور مفرد کا عطف جملہ پر محل اعراب میں جائز ہے۔ یا یصرفنی فعل، ذو الجلال فاعل اور حسبی خبر ہے مبتدائے محذوف ھو کی۔ اور یہ فعل اور فاعل کے درمیان جملۂ معترضہ واقع ہے۔ یا حسبی بتاویل یحسبنی اور یصرفنی فاعل ذوالجلال میں متنازع ہیں۔

ترجمہ: حق سبحانہ تعالیٰ مجھے بلند سے بلند تر مقام و مرتبہ کی طرف پھیرتا ہے اور خدائے تعالیٰ کی ذات میرے لئے کافی ہے۔

أنَا الْبَازِيُّ أُشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ

حل الفاظ: صراح میں ہے کہ بازی کا معنی باز ہے اور بُزَاۃ بالضم جمع ہے۔ اور محمد بن فصیح بن محمد المدعو بکریم الدین الاشنباضی کی تصنیف ''شرح نصاب الصبیان'' میں مذکور ہے کہ بازی یائے موحدہ کے ساتھ قاضی کے وزن پر ہے، اور باز ایک پرندہ ہے جس کے ذریعے شکار کرتے ہیں۔ اس کی جمع بُزَاۃ ہے۔ اور منتخب اللغات میں ہے کہ باز مشہور شکاری پرندہ ہے جسے بازی بھی کہتے ہیں۔ أشْهَب: سفید و سیاہ چیز کو کہتے ہیں جس میں سفیدی، سیاہی پر غالب ہوتی ہے۔ کذافی الصراح۔ کُل: بالضم، تمام، سبھی۔ لفظ واحد ہے مگر اس کا معنی جمع ہے۔ بعض حاشیہ نگاروں نے اس کا معنی ''سفید باز'' لکھا ہے۔ چناں چہ مولوی فضل اللہ شہید پورنوی غفرلہ نے اس قصیدۂ متبرکہ کا منظوم ترجمہ کیا ہے، اس میں لکھتے ہیں ع

منم بازِ سفید از جملہ پیراں

ممکن ہے کہ مولوی صاحب مذکور نے غلبۂ سفیدی کا لحاظ کرتے ہوئے ''باز سفید'' لکھا ہو یا کسی لغت کی کتاب میں یہ معنی ان کی نظر سے گذرا ہو۔ قدوۃ العارفین حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ نے اس قصیدے کے ترجمے میں أشهب کا معنی ''روشن تر'' لکھا ہے۔

شَیْخ: بالفتح سردار، بوڑھا جمع شُیُوخ ہے۔ سالکوں کے نزدیک شیخ سے مراد وہ انسان ہے جس کو شریعت میں کمال حاصل ہو۔ أنَا مبتدا، البازی اس کی خبر اور اشهب خبر مبتدائے محذوف ھو کی اور یہ جملہ حالیہ ہے۔

ترجمہ: میں ہر شیخ کا شکار کرنے والا ہوں یعنی تمام مشائخ میرے تابع اور زیر فرمان ہیں۔

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اُعْطِيَ مِثَالِيْ

حل الالفاظ: مَــنْ: مخففہ استفہامیہ ہے بمعنی کون، جیسا کہ صراح میں ہے ذَا: وہ مرد۔ أُعطِيَ: دینا۔ مِثَال: مانند اور شاہی فرمان اور مِثْل مانند [یعنی مثل اور مثال دونوں کا معنی مانند ہے] لیکن دونوں کے مفہوم میں ماہرین زبان فرق کرتے ہیں کہ مثال میں مکمل مشابہت درکار ہے جب کہ ''مثل'' میں جزوی مشابہت کافی ہوتی ہے۔ کیوں کہ عربی کا عام قاعدہ ہے کہ حروف کی کثرت معنی کی کثرت پر دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ کشف اللغات میں ہے۔ من استفہام انکاری ہے اور ذا بمعنی الذی موصول اور فی الرجال أعطی مثالی سے متعلق ہو کر صلہ۔ ذا موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا اور مَنْ اس کی خبر ہے اور مثالِیْ کی ی یائے متکلم ہے۔

ترجمہ: زمرۂ اولیا میں ایسا کوئی نہیں ہے جسے مقام قرب الٰہی میں میرے مقام سے مکمل مشابہت دی گئی ہو۔

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ

حل الالفاظ: كسانی: از کِسوَة کپڑا پہنانا۔ خِلْعَة: کپڑا اور اس کا ٹکڑا، جیسا کہ صراح میں ہے کشف اللغات میں ہے کہ خِلْعَة بالکسر وہ کپڑا ہے جسے بادشاہ عطا کرے۔ طِراز: بالکسر، کپڑے کا جھنڈا اور نقش و نگار اور کپڑے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ عَزْم: بالفتح، ارادہ، کسی چیز سے دل لگانا۔ اعتزام: ارادہ کرنا۔ جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔

ترجمہ: اس نے مجھے عزیمت کے نقش و نگار سے مزین لباس پہنایا یعنی مجھ کو اولوالعزم بنایا۔

حضرت میر سید جعفر پٹنوی نے قصیدۂ متبرکہ کے ترجمے میں رقم فرمایا ہے:

''بعض نسخوں میں ''بِطِرَازِ عِزٍّ'' لکھا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا ترجمہ ہوگا کہ اس نے مجھ کو عزت و بزرگی کے نقش و نگار سے مزین لباس پہنایا یعنی اللہ تعالیٰ نے میری بزرگی اور ولایت کو چہار دانگ عالم میں مشہور کر دیا کہ ہر جگہ اعلیٰ وادنیٰ یعنی ہر خاص و عام میری بزرگی سے واقف ہے۔''

وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

حل الالفاظ: توجنی: از تاج[1] بمعنی بادشاہی ٹوپی۔ یقال: اَلتِّيْجَانُ عَمَائِمُ الْعَرَبِ،

---

[1] تاج اجوف واوی، اس کی اصل توج ہے۔ قاعدۂ مشہورہ کی رو سے واو الف ہو گیا ہے، عفی عنہ

جیسا کہ صراح میں ہے۔ کشف اللغات میں ہے کہ تاج وہ ٹوپی ہے جسے بادشاہ لوگ اپنے سروں پر رکھتے ہیں۔ کَمَال: بالفتح، تمام، پورا ہونا۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: کامل شاہی ٹوپیوں میں سے ایک شاہی ٹوپی دین متین کے بادشاہ نے مجھے عطا کی۔ یعنی اولیا اور اقطاب کے بادشاہ نے مجھے ایسے مرتبے سے سرفراز کیا جس میں کسی طرح کی خامی اور کمی کا شائبہ نہیں ہے۔

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ

حل الفاظ: اطلاع: واقف ہونا، واقف کردینا علٰی کے ساتھ۔ سِر: راز۔ قدیم: پرانا۔

ترجمہ: اس نے مجھے اپنے دیرینہ راز پر آگاہی بخشی۔

وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

حل الفاظ: قَلَائِد: بالفتح قِلَادَۃ بالکسر کی جمع ہے۔ قلادہ درخت کی چھال سے بنائے گئے اس پٹے کو کہتے ہیں جسے قربانی کی نیت سے حرم کی طرف بھیجے جانے والے اونٹوں کی گردن میں بطور نشانِ امتیاز باندھا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ اونٹ ہدیۂ کعبہ کے لیے ہیں اور وہ ان سے مزاحم نہ ہوں۔ تقلید: گردن میں قلادہ ڈالنا۔ جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔ سوال: مانگنا

ترجمہ: حق تعالیٰ نے میری گردن میں قلادہ باندھا یعنی تمام اولیاے کرام میں مجھ کو امتیازی حیثیت عطا کی اور کارِ ولایت کو میرے ذمے کیا اور مجھے وہ سب کچھ عطا کر دیا جس کا میں نے سوال کیا۔

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا

حل الفاظ: وَلَّانِیْ: از وِلَایۃ بالکسر، تصرف اور بالفتح، حکومت چلانا، جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: دوسرے اقطاب پر اس نے مجھے والی اور بادشاہ بنایا۔

فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

حل الفاظ: نَفَاذ: بالفتح ونُفُوذ گزر جانا، جاری ہونا۔ کذا فی الصراح.

ترجمہ: تو میرا حکم ہر حال میں تمام اقطاب پر جاری ہے۔

فَلَوْ اُلْقِیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ

حل الفاظ: بَحْر: دریا، بڑی نہر جمع بِحَار ہے۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: اگر میں اپنے راز کو دریاؤں میں ڈال دوں۔

لَصَارَ الْکُلُّ غَوْراً فِیْ الزَّوَالٖ

حل الفاظ: صَارَ: از صَیْر و صَیْرُوْرَۃ ہونا۔ غَوْر: پانی کا گہرائی میں جانا۔ زَوَال: از زَیْل پارہ پارہ کرنا، جدا کرنا۔ کذا فی الصراح۔

ترجمہ: تو ان کا پانی زمین کی گہرائی میں چلا جائے گا اور وہ (یعنی دریا) خشک ہو کر ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

وَلَوْ اُلْقِیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ

حل الفاظ: جِبَال: جَبَل کی جمع بفتحتین پہاڑ۔

ترجمہ: اگر میں اپنے راز کو پہاڑوں میں ڈال دوں۔

لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالٖ

حل الفاظ: دُکَّتْ: از دَکّ کوٹنا، ریزہ ریزہ کرنا۔ اِخْتَفَتْ: از اِخْتِفَاء، خفتُ الشئَ خَفْیاً میں نے چھپایا، میں نے ظاہر کر دیا اور اختَفَیْتُ یعنی اِسْتَخْرَجْتُہ جیسا کہ صراح میں ہے۔ بین: جدائی، وصل یہ لفظ اضداد میں سے ہے، درمیان۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: تو وہ یقیناً ریزہ ریزہ ہو جائیں اور اپنی جگہ سے اس طرح اکھڑ جائیں کہ ان کا کوئی نام و نشان نہ رہے۔

حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ مذکورہ شعر کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''ممکن ہے کہ یہاں جبال سے مراد کوہ ہائے جہل یعنی جہالت کے پہاڑ ہوں یعنی اس گروہ کے درمیان جو پہاڑوں میں بود و باش کرتے ہیں، علم شریعت و طریقت و حقیقت سے جاہل ہیں۔ تو اب اس کا ترجمہ یوں ہوگا کہ تمام پہاڑ یا جہالت کے تمام پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور علوم کے ریتوں میں چھپ جائیں۔ بعض نسخوں میں بین الرمال کی جگہ بین الجبال ہے۔ اس تقدیر میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ علوم کے پہاڑوں کے درمیان ان کا کوئی نام و نشان نہ رہے''۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ

حل الالفاظ: میت: از موت معنی مرگ۔ میت مردہ۔ میت اصل میں مَیْوِتٌ بروزن فَیْعِلٌ ہے، واؤ کو یا سے بدل کر ادغام کر دیا گیا پھر اسے تخفیف کر دیا گیا تو اب مَیْت ہو گیا۔ یہ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: اگر میں اپنے راز کو مردے پر ڈال دوں۔

لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلیٰ تَعَالیٰ

حل الالفاظ: قَامَ: از قیام کھڑا ہونا۔ قُدْرَة: بالضم، توانائی، طاقت، کسی چیز پر قادر ہونا۔ مَوْلیٰ: مالک، مددگار۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: تو وہ یعنی خدائے تعالیٰ کی قدرت سے ضرور کھڑا ہو جائے۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ

حل الالفاظ: شُهُور: شَهْر کی جمع ہے مہینہ۔ دُهُور: دَهْر بالفتح کی جمع ہے زمانہ، ہمیشہ، جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔ شُهُور و دُهُور باوجود نکرہ ہونے کے مبتدا ہیں، کیوں کہ یہ تقدیم خبر کی وجہ سے فی الدار رجل کی طرح مخصص ہیں۔ اور مبتدا میں اصل تقدیم ہے اور فی دارہ زید کی طرح اضمار قبل الذکر جائز ہے۔

ترجمہ: کوئی بھی مہینہ اور زمانہ ایسا نہیں ہے۔

تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَا لِیْ

حل الالفاظ: تَمُرُّ: از مَرّ بالفتح جانا، گزرنا۔ تنقضی: از باب انفعال انقضا یا وانقضی وتنقضی گزرنا۔ اَتَا: از اِتْیَان بالکسر آنا، آگاہ ہونا۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔ لِیْ جار بایائے متکلم اتی سے متعلق ہے۔

ترجمہ: جو گزرتا ہے یا آتا ہے مگر یہ کہ مجھ ہی سے رخصت لے کر جاتا ہے۔ یعنی ہر آنے اور جانے والا مہینہ اور زمانہ مجھ سے اجازت ضرور لیتا ہے۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَ یَجْرِیْ

حل الالفاظ: خَبَر: بالتحریک آگاہی، اِخْبَار و تَخْبِیْر: آگاہ کرنا۔ جَرَیٰ و جَرَیَان پانی بہنا

اور یہاں گزرنے کے معنی میں ہے۔

ترجمہ: وہ یعنی مہینہ یا زمانہ مجھے ہر اس چیز کی خبر دیتا ہے جو آتی ہے اور گزر جاتی ہے

وَتُعْلِمُنِیُ فَاَقْصِرُ عَنُ جِدَالِیُ

حل الفاظ: تُعلِمُنِیُ: از اعلام آگاہ کرنا، قَصر: چھوٹا کرنا، جِدَال: جھگڑا کرنا۔

ترجمہ: اور مجھے اس سے آگاہ کرتا ہے، پس تم اپنے آپ کو میری مخالفت سے باز رکھو (کیوں کہ آں حضرت رضی اللہ عنہ کی مخالفت زہر قاتل ہے۔)

حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ کے ترجمہ قصیدہ متبر کہ میں تحریر ہے:

''قصیدہ کے بعض نسخوں میں ''تُعَلِّمُنِیُ'' آیا ہے۔ پس اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے سکھاتا ہے۔

پس ''تعلمنی'' تعلیم سے ہے جس کا معنی صراح میں سکھانا مرقوم ہے۔''

مُرِیُدِیُ هِمُ وَطِبُ وَاشُطَحُ وَغَنِّ

حل الفاظ: مریدی: از ارادۃ چاہنا۔ جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے، اور مُرِیُد بالضم چاہنے والا۔ اس سے مراد وہ شخص بھی ہے جو دست بیعت کسی صاحب خلافت شیخ کو دیتا ہے اور وہ شیخ اس کے سر پر قینچی چلاتا ہے، ٹوپی پہناتا ہے اور گناہوں سے توبہ کراتا ہے۔

قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد رشید جون پوری قدس سرہ کے مکتوب اور دیگر اولیائے کرام کے کلام میں مذکور ہے:

''اَلْاِرَادَۃُ تَرُکُ الْاِرَادَۃِ (یعنی ارادت ترک ارادہ کا نام ہے)

مرید وہ ہے جو اپنا ارادہ اور اپنی حاجت چھوڑ دیتا ہے اور خود کو پیر کے سامنے مردہ کر لیتا ہے، وہ اس وقت تک جنبش نہیں کرتا جب تک کہ پیر اس کو جنبش نہ دے، کلام نہیں کرتا جب تک کہ وہ کلام کرنے کی اجازت نہ دے، نہ وہ دیکھتا ہے، جب تک کہ پیر اس کو نہ دِکھائے، نہ سنتا ہے جب تک کہ نہ سنوائے اور نہ وہ خواہش کرتا ہے جب تک کہ پیر اس کو حکم نہ دے کہ تو خواہش کر، بلکہ اگر پیر کہے کہ تو خواہش کر تو اپنی خواہش کو پیر کی خواہش کے حوالے کر دے، کیوں کہ وہ امور کے انجام کو جانتا ہے۔ اور بندہ کو خواجگی اور آقائیت

سے کیا کام۔"

هَیْمٌ وهَیَمَانٌ: عشق کی بے قراری اور سرگشتگی۔ طَاب: پاک، اچھی خوشبو، خوشی کا جوش، جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔ شَــطْــح: باعتبار لغت حرکت کو کہتے ہیں اور شَطْحِیَّات اس کی جمع۔ لیکن عرفا کے نزدیک اسرار الٰہی کی وہ باتیں جنھیں کوئی واجد (وجد کرنے والا) غلبۂ حال کے وقت بولتا ہے اور عقل ان کے ادراک سے عاجز ہو جاتی ہے، شطح کہی جاتی ہیں۔ شطح یہی ہے اور شطاح کا حال ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔ غَنِّ: امر از تَغْنِیَة بمعنی گیت گانا۔ یہ باب تفعیل سے ہے اور اس کا مصدر تَفْعِلَة کے وزن پر بھی منقول ہے۔ جیسا کہ فصول اکبری میں ہے۔

ترجمہ: اے میرے مرید! عشق سے بے قرار ہو جا، مشاہدۂ جمال الٰہی سے خوش رہ، بے خوف رہ، دیوانگیٔ عشق کی بولی بول اور گیت گا یعنی اس بات سے خوش رہ کہ فیض الٰہی تم تک پہنچا ہے۔

وَافْعَلْ مَا تَشَآءِ فَالْاِسْمُ عَالٍ

ترجمہ: وہ سب کچھ کرو جو تمھارا جی چاہے کیوں کہ میرا نام بلند و برتر ہے۔ یعنی عشق اور محبت الٰہی کی وہ کیفیت جس کو حاصل کرنے کی استعداد نہیں رکھتے اور جس کا حصول تمھاری توقع سے باہر ہے۔ اے میرے مرید! ناامید نہ ہو، میرے وسیلے سے تمھاری رسائی اس منزل تک ہو جائے گی اور مراد پوری ہوگی۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ

حل الفاظ: خَوف: ڈرنا۔ الله: خدا۔ رب: پروردگار۔

ترجمہ: اے میرے مرید! مت ڈر، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو " لاخوف علیھم ولاھم یحزنون " کی جماعت میں داخل کرے گا اور میرے بلند مرتبے کے وسیلے سے تمھیں اس مرتبے تک پہنچائے گا۔

عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ

حل الفاظ: رفع ورفاع: بالفتح والضم بلندی۔ مَنَال: بالفتح منفعت، بخشش عطا کرنا۔ جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔

ترجمہ: حق تعالیٰ نے مجھے ایسا بلند مرتبہ عطا کیا ہے کہ میری رسائی ایک بڑی بخشش اور منفعت تک ہوگئی ہے۔

بعض شارحین نے ''منال'' کو بالکسر پڑھا ہے جس کا معنی آرزوئیں اور امیدیں ہے۔ چناں چہ اس قصیدہ منورہ کے منظوم ترجمے میں مولوی فضل اللہ شہید پورنوی نے یہی معنی مراد لیا ہے۔

مترس از کس کہ اللہ ہست ربم
ز قدرم یافت امیدم نظامی

یعنی حق تعالیٰ نے میری امیدوں اور آرزوؤں کو پورا کر دیا ہے۔

طُبُوْلِی فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ

حل الفاظ: طُبُول: طَبْل کی جمع بمعنی ڈھول۔ سَمَاء: آسمان۔ أرْض: زمین۔ دَقّ: کوٹنا۔

ترجمہ: میری بزرگی کے ڈنکے آسمان وزمین میں پیٹے گئے (یعنی آں حضرت رضی اللہ عنہ کے نقارے کی آواز ملأ اعلیٰ تک پہنچ گئی اور آپ ملائکہ کے شیخ اور ان کے متبوع ہوگئے۔)

چناں چہ ''خلاصۃ المفاخر'' کے ترجمے میں مذکور ہے کہ:

''حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ''انسانوں کے لئے مخصوص مشائخ، جنوں کے لئے مخصوص اور فرشتوں کے لیے بھی مخصوص مشائخ ہیں۔ ''وَاَنَا شَیْخُ الْکُلِّ'' یعنی اور میں سب کا شیخ ہوں۔''

وَشَاؤُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَا لِیْ

حل الفاظ: شاؤس[1]: سخت جگہ۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔ سَعْد: نیک بختی۔ بَدْء: پیدا کرنا اور بُدُوْ بضمتین پیدا ہونا۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: مجھ پر حق تعالیٰ کی طرف سے ایسی انتہائی نیک بختی ظاہر ہوئی کہ جس کو احتمالِ زوال نہیں ہے۔

---

[1] اس مقام میں کلام ہے۔ وہ یہ کہ شاؤس چاؤش کا معرب ہے بمعنی نقیب، جس کو دور باش بھی کہتے ہیں۔ جو بادشاہوں کے آگے آگے جایا کرتا ہے۔ کیوں کہ مصرع اول تجملِ سلطنت پر دال ہے، جیسا کہ طبل میں سمجھ میں آرہا ہے۔ عفی عنہ ۱۲

حضرت میر سید جعفر قدس سرہ، اس قصیدۂ متبرکہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

"شـاؤس کا لفظ قاموس، کنزاللغات اور صراح میں مذکور نہیں ہے۔ مذکورہ تینوں کتابوں میں شاوس مہموز عین بمعنی صلب ہے یعنی سخت۔ شاید وزن شعری کے لحاظ سے اس میں الف اور واؤ زیادہ کردیے گئے ہیں۔"

بعض حاشیہ نگاروں نے شاؤس کو بسین مہملہ پڑھا ہے۔ کشف اللغات میں اس کا معنی نگہبانی اور نگہبانی کرنے والا لکھا ہے۔ تو اب شعر کا ترجمہ یوں ہوگا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے سعادت کی نگہبانی مجھ کو عطا کی گئی ہے یعنی کمال سعادت کو میرے اختیار میں دے دیا گیا ہے۔

اور قَدْ بَدَا لِیْ اپنے متعلق لی سے مل کر شاؤس السعادۃ مبتدا کی خبر ہے۔

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ

حل الفاظ: بَلْدَۃ: بالفتح شہر، بلاد بالکسر اس کی جمع ہے۔ مُلْک: بالضم بادشاہی۔

تَحْت: نیچے، فَوْق کی ضد ہے۔ جیسا کہ صراح میں ہے۔

ترجمہ: خدائے تعالیٰ کے تمام شہر میرے زیر حکومت ہیں اور جو بھی ان میں ہے، سب میرے زیر حکم و فرمان ہے۔

حضرت میر سید جعفر پٹنوی قدس سرہ اس قصیدۂ متبرکہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

"مِلک میم کے کسرہ کے اعتبار سے ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں اس کی اجازت سے میرا تصرف جاری ہے۔"

وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَا لِیْ

حل الفاظ: وَقْت: ہنگام، زمانہ۔ قَبْل: پہلے۔ قَلْب: دل۔ قَدْ: تحقیق، یقین۔ یہ صرف افعال پر داخل ہوتا ہے۔ صَفَا: مد کے ساتھ روشنی، کَدَر کی ضد ہے، تَصْفِیَۃ: روشن کرنا۔

ترجمہ: میرا وقت میرے لئے میرے دل سے پہلے روشن ہوچکا تھا۔

یہاں وقت سے مراد منزلت، مرتبت اور خصوصیت ہے۔ چناں چہ حدیث نبوی میں ہے:

"لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ"

یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بارگاہ خداوندی میں مجھ کو ایسی قدر و

منزلت، خصوصیت اور رتبۂ بلند حاصل ہے جو کسی مقرب فرشتہ اور بھیجے گئے نبی کو حاصل نہیں۔

پس آں حضرت رضی اللہ عنہ کا وقت یعنی بارگاہ الٰہی میں ان کا مرتبہ، قدر و منزلت اور خصوصیت اس عالم میں موجود ہونے سے پہلے ہی انھیں حاصل ہے۔ اسی طرح مشہور بھی ہے۔ عام بول چال میں بھی بولتے ہیں کہ [آج کل تو] فلاں کا وقت ہے یعنی اس کا مرتبہ اور قدر و منزلت ہے اور یہاں قبل قلب سے مراد قبل وجود یعنی اس عالم میں وجود سے پہلے ہے۔ یعنی آں حضرت رضی اللہ عنہ کی روشنی یعنی قدر و منزلت اس عالم میں وجود پذیر ہونے پر موقوف نہیں ہے جیسا کہ دوسروں کو اس عالم میں وجود پذیر ہونے کے بعد سخت ریاضت و مجاہدہ کی سنگلاخ وادی سے گزرنے کے بعد صفائی قلب کی روشنی ملتی ہے، اور آں حضرت رضی اللہ عنہ کی روشنی ازلی [یعنی دوسروں سے بہت قدیم] ہے۔ اس بات کی تائید آں حضرت رضی اللہ عنہ کے ایک دوسرے قصیدے کے اس شعر سے ہوتی ہے ؎

نَعَمْ نَشْأَتِیْ فِیْ الْحُبِّ قَبْلَ آدَمٍ

وَسِرِّیْ فِیْ الْاَکْوَانِ قَبْلَ نَشْأَتِیْ

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے اس دنیا میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے محبت کی روشنی عطا فرمائی اور میری پیدائش اور نشو و نما حق تعالیٰ کے گہوارۂ عشق و محبت میں ہوئی۔ اور ذات باری تعالیٰ سے متعلق میرا راز میرے عالم وجود میں آنے سے پہلے مخلوقات و موجودات میں موجود تھا۔ بہر حال آں حضرت رضی اللہ عنہ، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری و باطنی وارث حقیقی ہیں۔ اور آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال و تکمیل اس عالم میں وجود سے پہلے ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے:

"کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ"

پس آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وراثت ہونے کی وجہ سے اس عالم میں وجود پانے سے پہلے کمالِ روشنی حاصل کر چکے ہیں۔ واللہ عالم بمراد اولیاءہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا

حل لفظ: نَظَر: بفتحتین کسی چیز کو غور سے دیکھنا۔

ترجمہ: میں نے خدائے تعالیٰ کے تمام شہروں کو غور سے دیکھا۔

کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

حل الفاظ: خَرْدَل: رائی، واحد خَرْدَلَۃ۔

ترجمہ: تو وہ سارے شہر میرے حکم سے باہم مل کر رائی کے ایک دانے کی طرح ہیں۔ یعنی باوجود یہ کہ ان شہروں کے درمیان فاصلہ ہے؛ لیکن میرے زیر حکم پوری طرح باہم ملے ہوئے ہیں اور میرا حکم ان پر جاری ہے۔

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ

حل لفظ: قدم: بفتحتین پاؤں، قدم، نشان قدم۔

ترجمہ: ہر ولی کسی نبی کے نقش قدم پر ہوتا ہے اور جس نبی کے نقش قدم پر ہوتا ہے، اس کے ذوق ومشرب اور طور وطریق کا اس میں ظہور ہوتا ہے۔

لطائف اشرفی میں مذکور ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیائے امت کا ہر ولی گروہ انبیا میں سے کسی نبی کے مشرب اور ان کے نقش قدم پر ہوتا ہے۔

فتوحات مکیہ میں ہے:

”مِنْ أَنَّ الْاَوْلِیَاءَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ الْجَامِعُ مَقَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ قَدْ یَرِثُ مِنْھُمْ مُوْسٰی علیہ السلام لٰکِنْ مِنْ حَیْثُ اندراجِ النُّوْرِ الْمُوْسَوِیْ فِی النُّوْرِ الْمُحَمَّدِیْ“

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہر ولی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کے نقش قدم اور مشرب پر ہوتا ہے؛ لیکن اس نبی مندرج کا نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک میں شامل ہوتا ہے۔

عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالٖ

حل الفاظ: النبی: پیغامبر از نبأ بمعنی آگاہی، اور اصطلاح شرع میں میں بَشَرٌ یَبْعَثُہٗ

اللّٰہُ تَعَالیٰ لِتبلِیغِ الْاَحکَامِ (یعنی ایسا انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے احکام کو بندوں تک پہنچانے کے لئے بھیجا ہو)۔بدر: ماہ تمام،لیلة البدر: چودہویں کی رات جس میں چانداس طرح روشنی بکھیرتا ہے کہ زوال ونقصان کا کوئی احتمال نہیں۔اس چاند کی طرح نہیں ہوتا کہ اس میں روز بروز گھٹتے رہتا ہے۔بلکہ اس میں ہرگز کسی نقصان کا احتمال نہیں ہوتا،اس لیے کہ یہ اپنے اندر ازلی اور ابدی دونوں کمال رکھتا ہے۔

ترجمہ: میں اپنے نبی علیہ اکمل الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم ومشرب پر ہوں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ''اخبارالاخیار'' میں اپ کے احوال کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدم بہ قدم دم بہ دم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن تھے''

بلاشبہ آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدم بہ قدم اور دم بہ دم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس سانس کو نہیں لیا ہے، آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس سانس کو نہیں لیا ہے۔

مُرِیدِیْ لَا تَخفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ

حل لفظ: وَشْی[1]: جھوٹ بولنا، جھوٹی بات کو سنوارنا، چغل خوری، جیسا کہ صراح اور کشف اللغات میں ہے۔

ترجمہ: اے میرے مرید! تم اپنے حق میں جھوٹے اور چغل خور سے مت ڈرو کیوں کہ میں بلاشبہ۔

عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِندَ القِتَالِ

حل الفاظ: عَزُوْمٌ: از عَزم قصد کرنا،کسی چیز سے دل وابستہ کرنا۔قتل: مارڈالنا۔عند: بالکسر، نزدیک۔

ترجمہ: جنگ کے وقت بہت زیادہ قصد کرنے والا اور مارنے والا ہوں۔

اَنَا الجِیلِیْ مُحِیُّ الدِّیْنِ اِسمِیْ

حل الفاظ: جِیل: بالکسر، ترک وروم یعنی اہل ترک اور اہل روم، جیسا کہ صراح اور کشف

---

[1] اس کی اصل تقدیر بِـــواشٍ تھا، حرف جار کو حذف کر دیا گیا اور مجرور (یعنی واشٍ) کو اپنے اعراب کے ساتھ چھوڑ دیا گیا، جیسا کہ کفایۃ المنتہی میں ہے۔

اللغات میں ہے۔ ارباب تحقیق کہتے ہیں کہ جِیل بکسر جیم وسکون یائے مثناۃ، طبرستان کا ایک شہر ہے۔اسے جیلان وکیلان اور گیال وجیال بھی کہتے ہیں۔ یہ پُرفیض جگہ ہے اور بغداد مقدس سے سات دن کی دوری پر ہے۔جیسا کہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی تصنیف ''مرآۃ الاسرار'' میں ہے۔

مُحِیُّ الدین: از احیاء زندہ کرنا۔تحفۂ قادریہ میں ہے:

''آں حضرت رضی اللہ عنہ کے اس لقب سے ملقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک ضعیف ونزار شخص کی صورت میں بارگاہ غوثیت مآب میں حاضر ہوکر یوں گویا ہوا کہ میں آپ کے جدامجد کا دین ہوں اور ناتوانی کی اس منزل میں پہنچ گیا ہوں، مجھے آپ کی ذات اقدس کی بدولت حیات نو اور تروتازگی حاصل ہوگی۔ أَنتَ مُحِیُّ الدِّیۡنِ یعنی آپ دین کو زندہ کرنے والے ہیں۔آں حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد کی مسجد کی طرف چل پڑا۔ میں اس وقت ننگے پاؤں تھا، ایک شخص آیا اور میرے سامنے نعلین رکھ دیا اور یوں گویا ہوا أَنتَ مُحِیُّ الدِّیۡنِ، پھر بغداد کی جامع مسجد میں لوگوں کا ہجوم اُمڈ پڑا اور سب مجھ کو اس لقب سے پکارنے لگے۔اس سے پہلے کسی نے مجھ کو اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔''

ترجمہ: میری جائے پیدائش جیل، محی الدین میرا نام ہے۔

آں حضرت رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر محی الدین اور آپ کے دوسرے ننانوے ناموں کا اطلاق باعتبار صفات ہے، کیوں کہ آپ کا اصل نام شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہے۔جیسا کہ خدائے تعالیٰ کا نام اللہ ہے اور ننانوے ناموں کا اطلاق بر طریق صفات ہے۔اسی طریقے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے نام ہیں اور ان ناموں کا اطلاق آپ کی ذات مقدسہ پر باعتبار صفات ہے اور اصل نام محمد علیہ السلام ہے۔ٹھیک اسی طریقے سے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اصل نام علی ہے اور دوسرے ننانوے نام صفاتی ہیں۔

مخدوم جہاں، حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کی تصنیف ''شرح آداب المریدین'' میں مذکور ہے:

''اسم وصفت دونوں کا مطلب ایک ہی ہے، اس لئے کہ حدیث میں ''اِنَّ اللّٰہَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعِیْنَ اَسْمَاءَ'' آیا ہے۔ اور یہ ننانوے نام صفاتی ہیں۔ اسی کو شرع نے اسم کہا ہے''

وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

حل الفاظ: أَعْلَامٌ: جمع ہے عَلَم کی بفتحتین، جھنڈا۔ رَأس: سر

ترجمہ: اور میرے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں (یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میری ولایت وبزرگی اور قدر ومنزلت کا شہرہ مشرق سے مغرب تک بلکہ چہار دانگ عالم میں ہے)

خصوصیات:

اس قصیدۂ منورہ کو ہر صبح وشام بلکہ ہمیشہ پڑھنے اور غور سے دیکھنے سے دونوں جہاں کی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اس کی خصوصیات بے شمار ہیں؛ لیکن چوں کہ بزرگوں نے اس کی بے شمار خاصیتوں میں سے چند ہی کو قلم بند فرمایا ہے۔ اس لیے ان کے بیان کردہ خواص میں سے چند خاصیتیں یہاں لکھی جاتی ہیں؛ لیکن اسے کسی اجازت یافتہ بزرگ کی اجازت سے ہی پڑھنا چاہیے ورنہ فائدہ نہیں ہوگا۔ خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- جو اس قصیدہ کو پابندی کے ساتھ ہر روز گیارہ بار پڑھے گا، لوگوں کی نظر میں مقبول و محبوب ہوگا۔
- اس قصیدہ کے پڑھنے والے کا حافظہ قوی ہو جاتا ہے اور وہ جو کچھ پڑھتا ہے، یاد ہو جاتا ہے۔
- جو اس قصیدہ کو ہمیشہ ورد میں رکھے، اسے عربی زبان میں ملکہ حاصل ہوگا۔
- اس قصیدہ کا پڑھنے والا جس مقصد کے لیے اس کو پڑھتا ہے، چالیس دن بھی نہیں گزرتے کہ اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔
- جو اس قصیدہ کو پیش نگاہ رکھے اور اگر پڑھنا جانتا ہو تو ہر روز اسے تین مرتبہ پڑھے اور اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو ہمیشہ اسے پاس رکھے اور یقین واعتقاد کے ساتھ ہر صبح اسے دیکھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو وہ خواب میں دیکھے گا، اور آں حضرت رضی اللہ عنہ اس کے مربی ہوں گے، نیز بادشاہوں اور امیروں کے یہاں اسے مقبولیت حاصل ہوگی۔

● جس جائز مقصد اور مطلب کے لیے اسے کوئی پڑھتا ہے، مراد حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن اول و آخر درود پڑھے تاکہ مقصود حاصل ہو جائے۔

قصیدہ غوثیہ پڑھتے وقت اس درود کو پڑھنا بہت بہتر اور سریع الاثر ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ علی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَعلی آلِه وَأصْحَابِه وَعلی جَمِیْعِ الاَوْلِیَاءِ وَالْمُتَّقِیْنَ وَعلی سَیِّدِنَا الشَّیْخُ مُحِیِّ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْمَکِیْنِ الامِیْن.

ارادہ تو یہ تھا کہ قصیدۂ متبرکہ کا ہر مصرع بلکہ ہر حرف جن اسرار اوراذ کار و اشغال پر مشتمل ہے انھیں قلم بند کیا جائے۔ پھر دل میں یہ بات آئی کہ اس ضعیف میں اتنی قوت کہاں کہ ان مقامات میں قدم رکھے۔ یہ بھی دل میں آیا کہ بعض بوالہوس نے بغیر علم کے ان مقامات میں قدم رکھا اور گمراہی کے کنویں میں گر پڑے اور انھیں تکلیف اٹھانی پڑی۔ بقدر ضرورت صرف معنی اور تحقیق لغت ہی کو لکھا گیا تاکہ لوگ غلط نہ پڑھیں۔ بعض حضرات اس قصیدہ میں چند دوسرے اشعار بھی شامل کرتے ہیں؛ لیکن ان اشعار میں ایک شعر جو قدرے قابل اعتماد تھا، یہاں لکھا جاتا ہے:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

ترجمہ: میں نے علم الٰہی کا سبق لیا یہاں تک کہ میں قطب ہو گیا اور خداوند خداوندگان کی جانب سے نیک بختی کو پایا۔

اختتامیہ:

الحمد لله والمنة والصلوٰة علی رسوله والتحية کہ اس قصیدہ کا ترجمہ بتاریخ ۱۷ ربجمادی الاول بروز دوشنبہ ۱۱۶۲ھ میں قصبہ پورنیہ (صانها الله عن البلية) مصطفیٰ باغ میں جو قطب الاولیا، جدی جمال الحق، حضرت بندگی شیخ مصطفیٰ قدس سرہ کے روضۂ متبرکہ سے متصل ہے، پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ نحمده حمداً کثیراً ونصلی علی نبیه وآله وصحبه اجمعین.

☆☆☆

شاہ عبد العلیم آسی فاؤنڈیشن: ایک تعارف

خانقاہ رشیدیہ جون پور تقریباً چار سو سالہ ایک قدیم علمی و تاریخی خانقاہ ہے، جس کا علم و تصوف کی اشاعت و ترویج میں ہمیشہ سے کلیدی کردار رہا ہے۔ اس سلسلے کے بانی، سجادگان، علما و مشائخ اور خلفا و مجازین نے ہر دور میں دین و مذہب کی دعوت و تبلیغ، علوم و فنون کی تصنیف و تحقیق اور طالبین شریعت و معرفت کی تعلیم و ہدایت میں زریں کارنامہ انجام دیا ہے۔

اس وقت عہد حاضر کے نامور عالم و فقیہ اور عظیم عارف و شیخ، مجمع البحرین، شیخ طریقت حضرت مفتی شاہ محمد عبید الرحمٰن رشیدی دامت برکاتہم (سجادہ نشین: خانقاہ رشیدیہ، جون پور) اور سید السادات، منبع البرکات، حضرت سید شاہ معروف علی سبز پوش رشیدی گورکھ پوری دامت فیوضہم (متولی: خانقاہ رشیدیہ جون پور) کی سرپرستی میں اس سلسلے کی پانچ خانقاہیں اور درجنوں علمی و دینی ادارے مختلف مقامات پر اسلام و تصوف کی دعوت و ترسیل اور علوم و فنون کی اشاعت و خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

سلسلۂ رشیدیہ، جون پور کی چار سو سالہ علمی و دینی خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے حضرت صاحب سجادہ کی حکیمانہ کوشش اور عارفانہ بصیرت سے سے دہلی کی سرزمین پر قطب العرفا و العشاق حضرت سیدنا شاہ محمد عبد العلیم آسی رشیدی سکندر پوری ثم غازی پوری (آٹھویں سجادہ نشین: خانقاہ رشیدیہ، جون پور) کی ذات گرامی سے منسوب "شاہ عبد العلیم آسی فاؤنڈیشن" کے نام سے ۲۰۱۲ء میں ایک علمی و تحقیقی اور نشریاتی و اشاعتی ادارے کا قیام عمل میں آیا، جس کا ۲۱/ فروری ۲۰۱۳ء میں رجسٹریشن بھی کرایا گیا۔

فاؤنڈیشن کے اغراض و مقاصد کافی اہم اور وسیع ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) خانقاہ رشیدیہ جون پور کے کتب خانے میں موجود مختلف علوم و فنون پر مشتمل علمی و قلمی نوادرات و مخطوطات کو ترجمہ و تحقیق اور جدید ترتیب و تہذیب کے ساتھ شائع کرنا۔

(۲) سلسلۂ رشیدیہ سے وابستہ مدارس و جامعات کی علمی و ثقافتی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر

ان کے تعلیمی منہاج کو بلند کرنا اور گاہے بگاہے ان کی تعمیر و ترقی کے لیے سہولیات فراہم کرنا۔

(۳) ملک و بیرون ملک کی تمام خانقاہوں سے تعلقات و روابط پیدا کر کے مذہب و ملت کے درپیش مسائل و معاملات کو حل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۴) مختلف مقامات میں سماجی و اصلاحی محافل، علمی و ادبی مجالس قائم کرنا۔

(۵) بزرگان دین اور علماے اسلام کے احوال زندگی اور ان کے دینی و علمی آثار کو اجاگر کرنے کے لیے سیمینار یں اور کانفرنسیں منعقد کرانا۔ وغیرہ۔

اب تک آسی فاؤنڈیشن کے ذریعے ایک درجن سے زائد قدیم و جدید کتابوں کی طباعت واشاعت ہو چکی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

- دینی احکام معروف بہ صلوٰۃ طیبی - تصنیف: حضرت مخدوم شاہ طیب بنارسی
ترجمہ: مولانا محمد سیف الدین شمسی - ترتیب و تحقیق: ابرار رضا مصباحی
- مناقب العارفین (حصہ: دوم - فارسی) - تصنیف: حضرت شیخ یٰسین جھونسوی
اردو ترجمہ و تحقیق: ارشاد عالم نعمانی
- کرامات فیاضی (فارسی) - تالیف: حضرت سید شاہ محمد محسن رشیدی پٹنوی
اردو ترجمہ: سید محمد نواب خورشید ہاشمی جون پوری - ترتیب و تصحیح: ابرار رضا مصباحی
- دیوان آسی معروف بہ عین المعارف - از حضرت شاہ عبد العلیم آسیؔ غازی پوری
ترتیب و تدوین: حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش فائیؔ گورکھپوری
- سمات الاخیار (تذکرۂ مشائخ رشیدیہ) - تصنیف: مولانا عبد المجید کاتبؔ مصطفیٰ آبادی
ترتیب جدید مع اضافہ و تحقیق: خوشتر نورانی
- معمولات قطب الاقطاب - تالیف: حضرت مفتی شاہ محمد عبید الرحمٰن رشیدی
- گنج فیاضی: ایک مطالعہ - تحریر: پروفیسر سید حسن عسکری۔ ترتیب و تقدیم: ابرار رضا مصباحی
- مخدوم شاہ طیب بنارسی: شخصیت اور کارنامے۔ تالیف: ابرار رضا مصباحی
- بوستان آسیؔ (جلد اول) - ترتیب و تدوین: ابرار رضا مصباحی
- بوستان آسیؔ (جلد دوم) - ترتیب و تدوین: ابرار رضا مصباحی

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں تیاری واشاعت کے مرحلے میں ہیں:

- دیوان فانی از حضرت فانی گورکھپوری- تحقیق ونظر ثانی: ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (دہلی)
- مکتوبات جمالی (فارسی)-تصنیف: جمال الحق، بندگی شیخ مصطفیٰ عثمانی

ترجمہ وتحقیق: پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برقؔ (زیب سجادہ خانقاہ چشتیہ نظامیہ، داناپور، پٹنہ)

- جمال الحق، بندگی شیخ مصطفیٰ عثمانی- تالیف: ابرار رضا مصباحی
- صحائف السلوک (فارسی)-تصنیف: حضرت خواجہ صدرالدین احمد شہاب ناگوری

ترجمہ وتحقیق: مولانا عارف اللہ فیضی مصباحی (محمد آباد، گوہنہ، مئو)

- بوستان آسیؔ (جلد سوم)- ترتیب وتدوین: ابرار رضا مصباحی
- دیوان شمسی (فارسی)- از حضرت شیخ محمد رشید عثمانی جون پوری (بانی خانقاہ رشیدیہ)
- وسیلۃ النجات (فارسی)- تصنیف: مولانا احسن اللہ علوی رشیدی، جون پوری

اردو ترجمہ وتحقیق: ابرار رضا مصباحی۔

- گنج رشیدی (فارسی)- از حضرت شیخ محمد رشید عثمانی جون پوری (بانی خانقاہ رشیدیہ)

جمع وترتیب: حضرت شیخ نصرت جمال ملتانی (مرید وخلیفہ: حضرت شیخ محمد رشید عثمانی)

گنج رشیدی، جلد اول (فارسی)- اردو ترجمہ وتحقیق: ارشاد عالم نعمانی

- گنج ارشدی (فارسی)- از حضرت شیخ محمد ارشد عثمانی جون پوری (دوئم سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ)

جامع: شیخ شکر اللہ جون پوری- ترتیب وتدوین: حضرت شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری

گنج فیاضی (فارسی)- از حضرت شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری (سوئم سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ)

جمع وترتیب: حضرت شیخ غلام شرف الدین رشیدی، مہندانوی (مرید وخلیفہ: حضرت قمرالحق)

ترجمہ: مولانا سجاد احمد رشیدی، سکندرپوری (صدر: شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن)

ان کے علاوہ دیگر کتابوں کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام جاری ہے۔

نوٹ: خواہش مند حضرات مذکورہ کتابیں درج ذیل پتے سے حاصل کرسکتے ہیں:

شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن: R-197، چوتھی منزل، 20فٹ روڈ، جوگابائی ایکسٹینشن،

جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی-25- 09911239401

قلمی نسخہ کے ایک صفحہ کا عکس

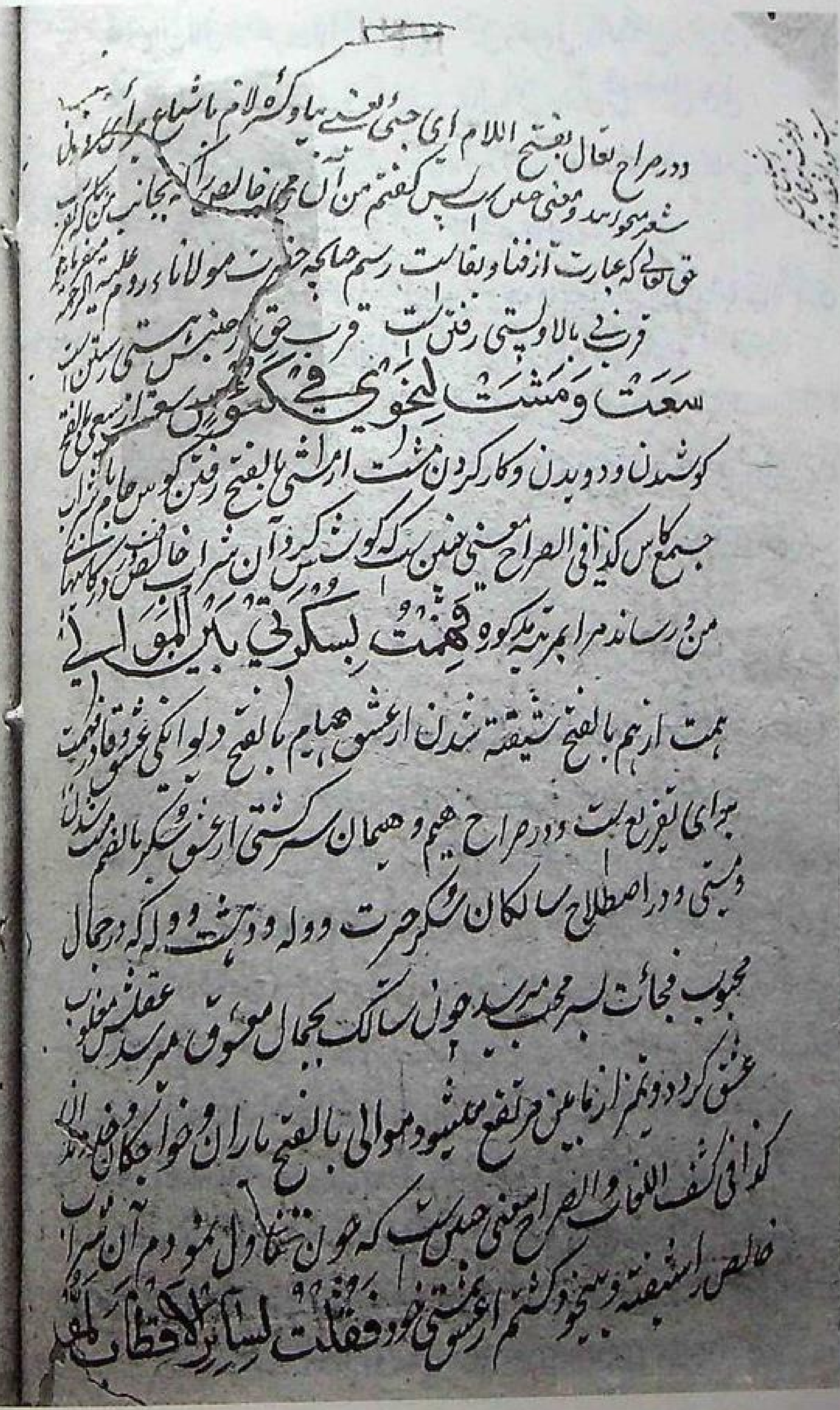
و در صراح تعال بفتح اللام ای جئی بعضی بیا و کسر لام با شباع [illegible]
شعر مشهور است و معنی چنین است که غشتم من آن جام خالص را بجانب [illegible]
حق آلای که عبارت از فنا و بقاست رسیدم چنانچه حضرت مولانا [illegible]
قرب نی بالا و پستی رفتن است قرب حق از حبس هستی رستن است
سعت ومشت لنحوی فی کئوس [illegible]
کوشیدن و دویدن و کار کردن مشت ای راه رفتن بالفتح [illegible] کئوس جام [illegible]
جمع کاس کذا فی الصراح یعنی چنین است که کوشش کرد آن شراب خالص [illegible]
من و رساند مرا بمرتبه کوه فهمت بسکری بین الموالی
همت از هم بالفتح شیفته شدن از عشق هیام بالفتح دیوانگی عشق [illegible]
سوای تعریف است و در صراح هیم و هیمان سرگشتی از عشق سکر بالضم مست شدن
و مستی و در اصطلاح سالکان سکر حیرت و وله و دهشت و وله که در جمال
محبوب فجائت بسر محب رسد چون سالک بجمال معشوق رسد عقلش مغلوب
عشق گردد [illegible]
کذا فی کشف اللغات و الصراح یعنی چنین است که چون [illegible]
خالص را شیفته و بیخود گشتم از عشق بیخود فقلت لسائر الاقطاب لمّوا

قصیدہ غوثیہ، غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی ذات طیبہ سے منسوب ایک مقبولِ انام کلام ہے، جو ''قصیدۂ لامیہ'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ انتہائی بافیض اور نفع بخش کلام ہے۔ اہل علم نے اس قصیدے کو وظیفۂ حیات تو بنایا ہی، ساتھ ہی اس کے تراجم وشروح کی جانب بھی اپنی توجہات مبذول کیں۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، اس کے مصنف، قمر الحق شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری (وصال: ۱۱۶۷ھ) ہیں، جو خانقاہ رشیدیہ کے تیسرے سجادہ نشیں تھے۔ مصنف نے اس کو ۱۱۶۲ھ میں اثنائے سفر پورنیہ میں تصنیف کی اور اس علمی گلدستہ کو بطور تحفہ اپنے مرید وخلیفہ شاہ فصیح الدین کو جون پور ارسال فرمایا۔ یہ قدیم و نایاب شرح فارسی زبان میں بشکل قلمی کتب خانہ رشیدیہ جون پور میں عرصہ دراز سے منتظر طباعت واشاعت تھی۔ مجمع البحرین حضرت مفتی شاہ محمد عبید الرحمٰن رشیدی (سجادہ نشیں: خانقاہ رشیدیہ جون پور) نے اس کے اردو ترجمے کے لیے مولانا فخر الحسن رشیدی (ملدھیا، چمپارن، بہار) کو متعین فرمایا۔ مولانا موصوف نے عام فہم زبان اور آسان اسلوب بیان میں اس کی اچھی ترجمانی کی ہے۔

SHAH ABDUL ALEEM AASI FOUNDATION

R-197, 4th Floor, 20 Feet Road (Near Transformer), Jogabai Extn.,
Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025 • Mobile: 9911239401
aasifoundation@gmail.com, www.aasifoundation.com